لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین

بخوشی امداد العلی لکھنوی | کتاب طبع شد از سید احمد

6025

سال الف از روے بشارت | شد مطبوع در اوقات اسعد

بطبع مطبع نولکشور منشی بہاری لال رونق انطباع یافت

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد سید امداد العلی اکبر آبادی
کہ جناب سید احمد خان صاحب نے فی احکام طعام اہل کتاب میں جو مداہنت کو کام فرمایا تھا اس خیرخواہ اہلِ اسلام نے امداد الاحتساب میں شرح و بسط
اوس مداہنت کو ظاہر کر دیا اب یہ رسالہ بطور مختصر کہ نام اسکا تاریخی مظاہر الحق ہے جس میں مواکلت میں ساتھ اہل کتاب کے عام فہم لکھا
اور اسمیں بیان کرنا چند اغلاط جناب سید احمد خان صاحب کا اس واسطے ہے کہ لوگ علم اور فضل اونکا اور نیز احتیاط اونکی
احکام اہل کتاب میں جو کہ لکھا ہیں بہی مدنظر ہے ہرچند جیسے تفسیر توریت و انجیل کو جو اونکے تصنیف کی ہوئی ہے
اور نیز احتیاط سے خوب آگاہ ہے اسکے اوس کے تئیں کچھ حاجت نہیں ہے چنانچہ جناب سید احمد خان صاحب نے تفسیر
توراۃ و انجیل میں ضمن مقدمہ سابقہ تقصد انکار وقوع تحریف لفظی بارہ عبارت فتح الباری نقل فرما کے اوسکا ترجمہ یہ لکہا ہے کہ
ابن تیمیہ سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا اونہوں نے جواب دیا کہ علما کے اسمیں دو قول ہیں ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بہی ہوئی
یہ کہ تبدیل نہیں ہوئی مگر صرف معنوں میں اور اس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں انتہی حالانکہ فتح الباری میں
ابن تیمیہ سے روایت لیلونکا جو دوسری بات پر بیان کی گئی ہیں منقول ہے یعنی ابن تیمیہ نے یہ لکہا کہ دوسری بات کے
بہت دہون سے حجت لائی گئی ہے ہر ایک وجہ کو بیان کیا ہے دیکہا ہے پہر صفحہ ۴۳ تفسیر توراۃ و انجیل میں عبارت
تفسیر کبیر واقعہ تفسیر سورہ نساء کا ترجمہ یہ کر کے ایک ٹکڑا اپنے مطلب کے موافق نقل کر دیا ہے حالانکہ امام رازی نے
مسئلہ ثالثہ میں کیفیت تحریف میں تین وجہیں ذکر کی ہیں پہلی وجہہ یہ ہے کہ اہل کتاب بدل ڈالتے تھے لفظ کو ساتھ اور لفظ کے
دوسری وجہ باطل تاویلوں کا ڈالنا اور دلیلیں فاسد بیان کرنا ہے تیسری وجہ حق کے کلام کو بدل ڈالنا ہے اور بعد تمام اس مسئلہ کے
لکہا ہے المسئلۃ الرابعۃ ذکر اللہ تعالی ہہنا عن مواضعہ وفی المائدۃ من بعد مواضعہ الفرق انا اذا فسرنا التحریف بالتاویلات الباطلۃ فہہنا
یحرفون الکلم عن مواضعہ معناہ انہم یذکرون التاویلات الفاسدۃ لتلک النصوص ولیس فیہ بیان انہم یخرجون تلک اللفظۃ من الکتاب
واما الایۃ المذکورۃ فی سورۃ المائدۃ فہی دالۃ علی انہم جمعوا بین الامرین فکانوا یذکرون التاویلات الفاسدۃ وکانوا یخرجون اللفظ ایضا من
الکتاب فقولہ یحرفون الکلم اشارۃ الی التاویل الباطل وقولہ من بعد مواضعہ اشارۃ الی اخراجہ عن الکتاب یعنی چوتھا مسئلہ یہ ہے
کہ ذکر فرمایا اللہ تعالی نے یہاں یعنی سورہ نساء میں عن مواضعہ اور سورہ مائدہ میں من بعد مواضعہ فرق یہ ہے کہ تحقیق ہم جب کہ تفسیر
کرینگے تحریف کے ساتھ تاویلات باطلہ کے تو سورہ نساء میں یحرفون الکلم عن مواضعہ کے معنے یہ ہیں کہ ذکر کرتے تھے اہل کتاب
فاسد کو ان نصوص کے لئے اور نہیں ہے اسمیں بیان اسکا کہ وہ نکالا کرتے تھے لفظوں نصوص کو کتاب سے اور آیت سورہ مائدہ
کی والی دلالت کرتی ہے اسپر کہ جمع کیا تھا اہل کتاب نے درمیان دونوں کاموں کے ذکر کرتے تھے تاویلات فاسدہ اور نکالتے تھے بہی لفظ کو کتاب سے
ساتھ یحرفون الکلم کے اشارہ ہے طرف ذکر کرنے تاویل باطل کی اور ساتھ من بعد مواضعہ کی اشارہ ہے طرف نکالنے

سو جناب سید احمد خان صاحب نے مسئلہ ثالثہ میں صرف دو حدیثوں کو ساتھ اعتراض اول و جواب جواب اول کے نقل کیا ہے اور وجہ ثالث اور رابعہ
مسئلہ اربعہ کو کہ وجہ اول اور مسئلہ رابعہ سے وقوع تحریف لفظی ثابت ہے چھوڑ دیا ہے اور علی ہذا القیاس اس قسم کی اور تفسیر توراۃ و انجیل بن شیار میں اور
اختلاط احکام طعام اہل کتاب میں بہت بحث ہیں بالاستیعاب و تمام معلوم ہونا بلا حظہ اہدا و الاحتساب آیا ہی ہے لیکن بطور مشتی نمونہ از خروارے دس غلطی اونکی اس
رسالہ کی خاتمہ پر مشرح نقشہ میں تحقیق نہ ہی کہ بحث حکم طعام اہل کتاب میں دو امر تنقیح طلب ہیں اول حکم نفس طعام کا دوم حکم اہل کتاب کی ساتھ مشتبہ
کہانیکا سو ہم بنسبت امر دوم یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اور کل کافروں کے ساتھ مشبہ کر کہانا جائز ہے بیہقی نے شعب الایمان میں
ابی امامہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ کہا ابو امامہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبیل جفا سے ہے یہ کہ کہاے تو ساتھ غیرت دلوں
اپنی کے اور ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ابو سعید خدری نے سنا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ ساتھ بیٹھ تو مگر ساتھ مسلمان کے اور نکھاوے تیرے کہانیکو مگر پرہیزگار خطابی نے معالم السنن میں اس حدیث
کی شرح میں امر اول کے بیان میں کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت سے ایسے شخص کے کہ نہو تقوی دار اور منع کیا اوسکی مخالطت اور
مواکلت سے اسلئے کہ باہم کہانا کہانا والا سبب الفت اور مودت کو دلوں میں گویا کہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ الفت کہ اوس سے
جو نہیں ہے اہل تقوی اور ورع میں سے اور نہ بنا اوسکو ساتھ بیٹھنے والا کہ کہانا کہلاتے تو اوسکو اور ہمنشین بنائے تو اوسکو انتہی اور مرقاۃ الصعود حاشیہ
سنن ابی داؤد میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ میں لکہا ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواکلت
سے ساتھ کافروں کے اور فاجروں کے تا سبب محبت اور الفت کے نہو اور بہم صحبتی اونکی سے صفات ذمیمہ سرایت نکریں انتہی اور یہی مواکلت
ساتھ کافروں کی اور نافرمانوں کے باعث ہوئی ہے خرابی علمای بنی اسرائیل کا جیسا کہ ترمذی نے اپنے جامع میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے
کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑگئے بنی اسرائیل گناہوں میں منع کیا اونکو اونکے عالموں نے سو باز نرہے
بنی اسرائیل پہر بیٹھے اونکے عالم اونکے ساتھ اونکی مجلسوں میں اور کہایا اونکے عالموں نے اونکے ساتھ اور پیا اونکے ساتھ تب مارا اللہ نے بعض کے دلوں کو ساتھ
بعض کے پہر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اسلئے کہ نافرمان ہوتے تھے وہ اور حد سے بڑھتے کہا عبد اللہ
بن مسعود نے پہر بیٹھ گئے آپ تکیہ چھوڑ کر اور تھے تکیہ لگائے بیٹھے پہر فرمایا آپ نے نہ معذور رکہے جاؤگے تم قسم ہے مجکو اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے جبتک کہ نہ منع کروگے تم عاصی سے اور نکے امثال کو ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکہا ہے یعنی جبتک کہ
منع کروگے تم اونکے امثال کو اہل معصیت میں سے اور اگر باز نرہیں اونکے امثال اپنے کاموں سے پس باز رہو تم اونکے ساتھ ملاپ کرنے اور اونکے ساتھ
باتیں کرنے اور اونکے ساتھ کہانے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیح البخاری میں روایت ہے نافع سے کہا نافع نے کہ تھے عبد اللہ بن عمر نہ
کہاتے جبتک کہ نلایا جاتا مسکین کہ کہاتا اوسکے ساتھ سو لایا میں ایک مرد کو کہ کہاتا اوسکے ساتھ سو کہایا اوسنے بہت پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اے
نافع نہ لا اسکو میرے پاس سنا ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کہاتا ہے ایک انتڑی میں اور کافر کہاتا ہے سات
انتڑیوں میں اور مانند اسکے روایت کیا ہے مسلم نے اپنے صحیح میں پہر جبکہ کہانا کہانا مسلمان کے ساتھ صرف اس جہت سے کہ وہ صرف ایک
صفت میں مشابہ تہا ساتھ کافر کے بموجب اس اثر عبد اللہ بن عمر کے مکروہ ہوا تو کہانا کہانا اوسکے ساتھ جو در حقیقت کافر ہو کیونکر مکروہ نہوگا اور
طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

دعوت قبول کرے فاسق کے کھانیکے لیئے کہ اوس مین خوش کرنا فاسق کے دلکا ہے اور اوسکی تکریم ہے اور فاسق ملک کی یہان مہمان ہونا معتوب ہے
اور امام تمرتاشی نے شرح جامع صغیر مین لکھا ہے کہ نہ قبول کرنا دعوت فاسق معلن کے تاکہ معلوم ہو کہ تو غیر راضی ہے اوسکے فسق سے پس
جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن کی اوسکی توہین کے لیئے اور اسلیئے ظاہر کرنے عدم رضا کے اوسکے فسق سے جائز نہوئے تو اجابت دعوت
کافر کی کیونکر جائز ہوسکتی ہے کہ توہین کافر اور اظہار عدم رضا کفر سے مستلزم تر ہے توہین فاسق معلن اور اظہار عدم رضا فسق سے اور بخاری نے
ادب مفرد مین ذیل باب دعوۃ الذمی کے اسلم عدوی غلام آزاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اسلم عدوی نے کہ جب آئے
ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے ملک شام مین تو آیا اونکے پاس ایک زمیندار کا وکیل قوم نصاری مین سے سو کہا اوس زمیندار نے کہ اے امیر المومنین مین نے طیار
کیا ہے آپکے لیئے کھانا اور چاہتا ہون مین کہ آئین آپ میرے یہان ساتھ اشرافون کے جو آپکے ساتھ ہین کہ یہ قوی تر ہے میرے لیئے میرے کام مین اور
بہتر ہے میرے لیئے فرمایا حضرت عمر نے کہ ہم نہین استطاعت رکھتے ہین اسکی کہ داخل ہون تمہارے گرجاؤن مین جو ان مین صورتین ہین
یعنی ہم نہین استطاعت رکھتے ہین کہ تمہارے دیر مین آئین اسلیئے کہ تمہاری دعوت قبول کرنا اور تمہارے ساتھ کھانا کھانا منجملہ موالات ہی
ساتھ کفار اہل کتاب کے بموجب مذہب ہمارے مسلمانون کے سبب ہے اونمین سے ہو جانیکا حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز
مین ذیل آیت کریمہ ودوا لو تدہن فیدہنون کے لکھا ہے کہ ہر حال مو انست ساتھ منکرون کے گو ظاہر مین ہو بدایت تامہ کلیہ مین خلل ڈالتی ہے اور
اور خیر مسنون مین قدح کرتی ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ملے تو فاجر سے ملتا اوس سے ساتھ ترشروئی کے اور حقایق التنزیل مین
مذکور ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے تھے کہ جسنے درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی توحید کو تو وہ نہین انس کرتا ہے مبتدع سے
اور نہین بیٹھتا ہے ساتھ اوسکے اور نہین کھاتا ہے ساتھ اوسکے اور نہین پیتا ہے ساتھ اوسکے اور ظاہر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت کو اور جو
مداہنت کرتا ہے ساتھ مبتدع کے چھین لیتا ہے اوس سے اللہ تعالی شیرینی اور لذت ایمان کی اور جو دوستی رکھتا ہے مبتدع سے نکال لیتا ہے نور ایمان کا اوسکے دل سے
یعنی صحیح الایمان کو چاہیئے کہ ساتھ اہل بدعت کے انس نہ کرے اور ہم مجلس اور ہم کاسہ اور ہم نوالہ اونکا نہو اور جو ساتھ اہل بدعت کی دوستی پیدا کرے تو ایمان اور
شیرینی اور لذت اوسکی اوس سے لی جاتی ہے انتہی اور ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ باز رہنا مخالطت سے ہی ہو لوگ اوسکے ساتھ معاملہ
کرنے سے اور ساتھ کھانا کھانے سے انتہی اور فتاوی المواہب الرحمن مین مسطور ہے کہ مکروہ ہے ساتھ کھانا کھانا فرنگی اور مجوسی مین کہ وہ ہوتے ہین بعد غیر دین میزی کے
اور میز پر کھانا انکا سے چھوڑی اور کانٹے سے اور اونکے ساتھ بیٹھ کے کھانا سبب تکثیر سواد قوم کفار کی اور تشبہ کی ساتھ کافرون کے بھی ناجائز ہے اگر کوئی اہل
اسلامی طریقہ پر اپنے ساتھ بٹھا کے کھانا کھلایا جاتا تو صرف اسی وجہ سے ناجائز ہوتا کہ کافر کو اپنے ساتھ بٹھا کے کھلایا اور اوس صورت مین کہ اسلامی طریقہ چھوڑ کے کافرون کا
طریقہ اختیار کرکے میز کرسی کانٹا چھوڑی اور رکابی سے کافر کو ساتھ بٹھا کے کھلایا گیا ہو تو اور وجہ عدم جواز کی سوا اوس وجہ کے پیدا ہوگی یہ کہ بالکل فرنگی طریقہ
مین تبع اور تفاوت اہل اسلام کے طریقہ مین سکتہ اور ذلت سمجھکر کافرون کے طریقہ کو پسند کیا جائے جیسا کہ تحریر جناب سید احمد خان صاحب کے صفحہ
۵۰ مین سے ظاہر ہے کہ اس کھانے مین توہین سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تحسین اہل کفار ہے اور توہین سنت اور تحسین اہل کفار کفر ہے اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۵۴ مین لکھا ہے اگر مسلمانون کو میز پر کھاتے دیکھیے تو کبھی یہ شبہ نہین ہوگا کہ یہ لوگ انگریز ہین یا مسلمان تو ہر چند انگریز ہونیکا
شبہ نہوگا لیکن کرسٹان ہونیکا شبہ ضرور ہوگا کہ یہ پہلے مسلمان تھے اب انھون نے شاید نصاری کا دین اختیار کر لیا ہے اسلیئے کہ اسلام کا طریقہ
اور اپنی عادت کو چھوڑ کر بتکلف نصاری کی طریقہ پر کھانا کھاتے ہین اور جس حالت مین کہ کھانا اہل کتاب کا کھانا کھانے مین شراب بھی پی جاتی اور ان مین

عادت نصاریٰ کی جو اس زمانہ اور ملک مین ہین تو وہ اور ایک جو اونکے ساتھ طبیعت کے کہانا کہی جو کہ آنحضرت صلعم نے بیٹھنے سے اوس دسترخوان پر کہ شراب
پی جاتی ہو منع فرمایا ہی جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور انجیل نصاریٰ مین تو شراب پینے والے کے ساتھ بیٹھ کر کہانا کہانا منع کیا گیا ہی چنانچہ پولوس
کے پہلے خط کے پانچوین باب مین جو قرنتیونکو لکہا ہے مرقوم ہے پر اب مین نے تمہین لکہا ہے کہ مسل نہ کرنا یعنی اگر کوئی بہائی کہلا کے حرامکار
یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو ایسے کے ساتھ کہانا بہی نہ کہانا انتہی اور حکم کرنا مسلمانونکا اوپر جو نصاریٰ کے ساتھ کہاتا ہی کہ ساتھ
ہو جاتا ہے کیا سبب اختیار کرنے رسم ہنود کے جیسا کہ زعم جناب سید احمد خان صاحب کا ہے نہین ہی بلکہ منشا اسکا حکم کفر ہے کافرون کے
علامت اور شعار پر بموجب قاعدہ مقررہ اہل اسلام کے کہ اس بارہ مین کہانا کہانا ساتہ نصاریٰ کے میز و کرسی پر چہوری و کانٹے سے علامت اور
شعار ہے اونکا جنہون نے دین نصاریٰ کا اختیار کیا ہے پس جو اونکے ساتھ اسطرح کہانا کہاتا ہی وہ اونہین مین سے شمار کیا جاتا ہے ابو شکور سلمی تمہید
مین کہ کتب عقاید اسلامیہ مین سے ہے لکہا ہی کہ اگر ظاہر ہو مسلمان سے علامت کافرونکی مانند پہننے ٹوپی مجوس کی یا باندہنے زنار کے یا مانند اسکی تو ہو جاتا ہی وہ
مسلمان کافر برابر ہی کہ کری مسلمان یہ بدون اعتقاد کے یا مسخراپن سے یا اعتقاد سے اور اگر کری یہ واسطے جان بچانیکی یا زبردستی سے تو نہین ہوگا کافر اور
بہ نسبت **امر اول** کے بیان ہمارا یہ ہے کہ نفس طعام اہل کتاب اگر گوشت ہی یا اور قسم کے کہانے پختہ یا غیر پختہ مین کہ تلوث اور اختلاط اونکا
ساتہ نجاسات اور محرمات کے متصور ہی تو جبتک یہ معلوم نہو کہ یہ گوشت جانور حلال کا ہے اور وہ جانور حلال بطور ہی موافق قاعدہ شرع کے ہی اور تسمیہ
اوسپر عمدا متروک نہین ہوا اور کہانے پاک اور غیر مختلط ساتہ نجاسات و محرمات کے ہین اور پاک برتنون مین پکائی گئے ہین کہانا درست نہین ہی اور معلوم ہوتا
ہے ہمارے ملک کی اس زمانہ کے نصاریٰ کے یہانکے پکے ہوئے کہانے مین شہوا ہے کیونکہ یہ نصاریٰ جانور کو ذبح نہین کرتے بلکہ گلا گہونٹ کر یا چوٹ سے مار ڈالتے
ہین اور فرضا اگر ذبح بہی کرین تو عمدا تسمیہ ترک کرینگے کہ کسی کام مین تسمیہ کے اونکی عادت نہین ہے اور جانور وغیرہ حلال و حرام کی اونکو کچہ تمیز نہین ہے
اور نجاستون سے وہ ہرگز احتراز نہین کرتے ہین اور برتنون مین اونکے سوور بہی پکتا ہی اور شراب بہی رکہی جاتی ہی اور اگر برتن دہوئی بہی جاتی ہین تو دہونے
کی شرط کا اوسمین کچہ لحاظ نہین ہوتا ہی اور ایسی پانی سے دہوئی جاتی ہین کہ وہ پانی ہی نجس ہوتا ہے بہنگی وغیرہ نہایت لا احتیاطی اوسمین کرتی ہین
اور نجاست انکو بتکلیف اوسمین ڈالتی ہین اور یہ کہنا کہ ہر چیز در اصل حلال یا پاک ہی جبتک حرمت یا ناپاکی اوسکی بالیقین معلوم ہو حرام اور ناپاک ان وجوہ
سے نہین ہوسکتی ہی یہانی اسلیئے کہ یہان ظن حرمت اور نجاست مستفاد ہی غالب حال اہل کتاب نصاریٰ سے اور ظن مستفاد غالب حال سے راجح ہی
ظن مستفاد اصل پر چنانچہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے شرح عمدہ مین بالتصریح اسکو بیان کیا ہے اور ذبیحہ اہل کتاب جو موافق قواعد دین اسلام کے
ذبح کیا گیا ہی اگرچہ حلال ہے لیکن اولیٰ یہ ہی کہ بدون ضرورت اور حاجت کی نہ کہایا جاے جیسا کہ **فتح القدیر** حاشیہ ہدایہ اور **بحر رائق** اور حاشیہ
**طحطاوی** اور **رد المحتار** وغیرہ کتب فقہ مین مسطور ہی **نوازل** مین مرقوم ہے کہ مجوسی یا نصرانی اگر دعوت کرے کسی کی تو مکروہ ہی قبول کرنا
اوس دعوت کا اگرچہ کہی کہ گوشت خرید لیا ہے مین نے بازار سے اسلیئے کہ مجوسی مباح رکہتا ہے گلا گہونٹے ہوئے اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی ذبح
نہین کرتا ہے اور سوا اسکے نہین کہاتا ہی مسلمان کے ذبح کیے ہوئے یا گلا گہونٹ کے مارے ہوئے کو اور ایسا ہی ہے فتاوی **قاضی خان** مین اور ترمذی
نے اپنی **جامع** مین ابی ادریس خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو ادریس خولانی نے کہ سنا مین نے ابی ثعلبہ خشنی سے کہ کہتے تہے آیا
مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا مین نے یا رسول اللہ ہم زمین مین ایک قوم کے اہل کتاب سے ہین کہاتے ہین ہم اونکے
برتنون مین فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اونکے برتنونکے سوا تو نہ کہاؤ اونکے برتنون مین پھر اگر نپاؤ تو دہو ڈالو اونکو اور کہاؤ اونمین اور اسیطرح صحیحین مین بہی روی

اور ترمذی نے اپنی جامع مین روایت کیا ہے ہلب طائی سے کہ مطلب طائی سے کہ پوچہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری کا فرمایا آپ نے کہ نہ چبہا تیرے سینہ مین وہ کہانا کہ مشابہ ہوتا ہو تو اوسمین نصرانیۃ کے یعنے نصارے کا کہانا کہانے مین مشابہت ہے ساتھ نصرانیۃ کے اور جسمین کہ مشابہت لازم آتی ہو ساتھ نصرانیۃ کے اوسکے حرام یا مکروہ ہونے مین کیا شک ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

## اس نقشہ مین بیان چند اغلاط جناب سید احمد خان صاحب کا بیچ احکام طعام اہل کتاب مین

| صفحہ احکام طعام اہل کتاب | اغلاط | کیفیت |
|---|---|---|
| ۱۳ | وعن بعض ائمۃ السر ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ مما لا یحتاج منہ الی الذکاۃ<br>ترجمہ<br>اور بعض ائمہ سے روایت ہے کہ سر اسمین یہ ہے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اوسکے ذبح کی نہیں ہے۔ | جناب سید احمد خان صاحب نے تفسیر نیشاپوری سے یون غلط نقل کی اور ترجمہ اوسکا بہی ویسا ہی غلط حاشیہ پر لکہدیا اور خبط ہو جانے مطلب کو کچھ لحاظ نہ رہا عبارت نیشاپوری مین وعن بعض ائمۃ السر نہین ہے بلکہ اوسمین وعن بعض ائمۃ الزیدیۃ ہے |
| ۱۴ | خوان پر یعنی میز پر | خوان کے معنی میز کے لینا غلط ہے خوان بکسر خا معجمہ اور نیز ساتھ ضمہ کے معرب خوان کا جو معروف ہی ہے تشریح اوسکی کتب لغت مین مانند صراح اور منتہی الارب وغیرہا مین موجود ہے۔ |
| ۱۴ | ترجمہ شاۃ مسموطہ کا بکری کا گوشت بہنا ہوا۔ | شاۃ مسموطہ اوس بکری کو کہتے ہین کہ بعد ذبح کے ثابت چمڑی کے ساتھ پکائی گئی ہو اور بال اوسکے گرم پانی سے دور کئے گئے ہون جیسا کہ شارحین حدیث نے لکہا ہے اور بکری کے گوشت بہنے ہوئے کو شاۃ مسموطہ نہین کہتے ہین اور بہنا ہوا گوشت کہانا آنحضرت سے ثابت ہے۔ |

| کیفیت | اغلاط | صفحہ کلام المباین اہل کتاب |
|---|---|---|
| سید احمد خانصاحب نے سنن ابی داؤد سے حدیث سمرہ بن جندب مین من جامع المشرکین نقل کر کے حاشیہ پر ترجمہ اوسکا لکہا ہے جو شخص کہ آیا ساتہہ مشرکین کے لکہتے حال آنکہ سنن ابی داؤد مین یہان جامع المشرکین ہے — | من جامع المشرکین۔<br>بجائے<br>من جامع المشرکین — | ۴۹ |
| یہ تحریر سید احمد خانصاحب کے صفحہ ۶۰ اور صفحہ ۶۱ مین مناقض اور مخالف ہی اونکی دوسری تحریر کی جسکو صفحہ ۶۱ مین لکہا ہی کہ اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ مودت جو باعتبار دین اور باعتبار اسکے تہی منع ہوے مگر جو کہ یہ مودت من حیث الدین نہتی تو من یتولہم منکم فانہ منہم مین داخل نہین ہوئی سنتے کہ وہان مودت ممنوعہ کو حصر کیا مودت من حیث الدین مین اور اوسکے ماسوا کو لاباس سمجہا اور یہان اوسکے ماسوا کا بہی ممنوع اور غیر لاباس بہ ہونا مان لیا۔ | ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل ہین ہم بیان کرتی ہین کہ ان آیات مین موالاۃ بشدۃ ممنوع شرعی نہین ہی بلکہ صرف وہی موالاۃ جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہی اور موالاۃ من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنی اختیار کیا ہے بہت اچہا ہے دوست کہین اور صرف اوسی قسم کے موالات منع ہی نہ اور کسی قسم کے — | ۶۰ |
| | پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کی ساتہہ رکہی جاے بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ماسوا اسکی جو اور قسم کی محبتین ہین وہ لاباس بہ ہین اور ممنوع شرعی نہین — | ۶۱ |
| واقعہ جنگ بدر سال دوم ہجری مین ہوا ہے اور نزول سورہ توبہ کا جسمین آیت قتال و سیف ہی سال نہم ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہے پس جنگ بدر کا ہونا بعد آیت قتال و سیف کی متصور ہی نہین ہے چہ جائیکہ بالضرور ہو — | جنگ بدر بالضرور بعد آیت قتال و سیف کی ہوے تہے — | ۶۵ |
| یہ حدیث ابوموسی اشعری کی مسند امام احمد اور اور کتب حدیث مین موجود ہی پس ایسا یہ لکہدینا کہ اس حدیث کا کہین حدیث کی کتابون مین ٹہکانا نہین کیسی غلطی فاش ہے — | اس حدیث کا یعنی حدیث ابوموسی اشعری کا کہین حدیث کی کتابون مین ٹہکانا نہین — | ۶۷ |

| سہو صفحہ علم الکتاب | اغلاط | کیفیت |
| --- | --- | --- |
| ۷۳ | اس حدیث کی بعینہ من کتاب رات تا کمل مع معراج رنگ کی بھی تکیہ سندیں اور کوئی اسکا راوی ہے۔ | اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے اس سے مرفوعاً روایت کیا اس میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہی کیسی غلطی ہے۔ |
| ۷۴ | یہ آیت انصاری کی لیے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی تھی قریظہ کے تھے۔ | یہ آیت انصاری کی لیے نازل کی تھی کہ انصار کی سے جو مسلمان ہم سوگند اسلام کے یار تھے اونکا دینی بھائی ہونا بنی قریظہ کا کہ مدینہ کی یہود تھی کیونکر ہو سکتا ہے اور حلیف کا ترجمہ دینی بھائی غلط ہے اور اسکے معنے ہم سوگند کے ہیں نصرت اور یاری میں۔ |
| ۸۹ | فی الدر المختار ان غلبوا اعلی اموالنا ولو عبدا او سنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا ونفترض علینا اتباعہم | اس عبارت در مختار سے کہ لیے مصنف صاحب نے سورۃ توبہ نقل کر کے استدلال کیا ہے کفار متغلبین کے اطاعت فرض ہے لہذا ونفترض علینا اتباعہم کا ترجمہ حاشیہ پر یوں کیا ہے اور فرض ہے ہم پر انکی اطاعت انتہی حالانکہ اتباع یہاں معنی اطاعت نہیں ہے بلکہ پیچھا کرنے کی معنی میں ہے حاصل در مختار کی عبارت کا یہ ہے کہ کافر اگر ہماری ملک پر آئیں اور جبراً اور کچھ ہمارا مال اپنی ملک کی طرف لیجائیں تو ہم پر فرض ہے انکا پیچھا کرنا اور مال کے چھڑانے کے لیے۔ |

## قطعہ تاریخ حکیمۂ قلم براعت رقم مولوی سید حسن احمد بلگرامی صابر تخلص

چون یافتہ این رسالہ ترتیب
سبحان اللہ زہی رسالہ
مقبول قلوب عالمانست
ایمان بسر کرے باند

از فضل جناب مطلق او
مضمون ہمہ سربسر محقق
در حسن قبول منیت رونق
این سند برین رسالہ ملحق
بہر تاریخ سال تالیف

بحث ست زان سمع خورد
محکم ز دلائل و براہین
بشنید چو این رسالہ را خیر
تحقیق از ان شد وہب دلشاد
صابر گفتا مظہر الحق
۲۸۵

باشتر فان دین ہمہ حق
در حجت بالغہ موثق
ناداد خدا بود ہو فق
سنگ باغ باطل ست زان فق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ واضح ہو کہ ایک فتوی مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کا اس باب میں کہ اکل و شرب ساتھ نصاری یہ بھائی کی جائز ہی دیکھنے میں آیا اور لکھتے ہیں فتوے میں مولوی صاحب کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد دو بھائی کہلاتے ہیں یا ایک پیر کے دو مرید پیر بھائی کہلاتے ہیں ویسا ہی وہ شخص ایک نبی کا ماننے والے اوسی معنی کر بھائی ہوئے تو اس معنی کر نصاری ہمارے عیسائی بھائی ہوئے راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد فصیح صاحب ہر دل عزیز ہیں مولوی صاحب کسی کی دل شکنی نہیں فرماتے ہیں جیسا کہ مصرع اپنے فتوے میں لکھا ہے ؎ ہر سخنے موقع و ہر نکتہ مقامے دارد + اسی پر عمل فرماتے ہیں کہ جہاں جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی تقریر و تحریر فرما دیتے ہیں چاہے خدا اور رسول کا حکم اوسکے مخالف ہووے چنانچہ ایک مجلس میں بپاس خاطر ایک صاحب عالی صاحب کے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہیں وہاں فتوی لکھدیا کہ معاویہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مت کہو بلکہ خاطی اور باغی سمجھو حالانکہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مورد میں حضرت معاویہ بھی داخل ہیں آپ بمقام بنارس ۱۶ جون ۱۸۹۸ء کو جناب مولوی سید احمد صاحب جج عدالت خفیفہ بنارس کے یہاں تشریف لیگئے اوس مجلس میں مولوی [illegible] تحصیلدار مرزاپوری بھی موجود تھے اور اکثر لوگ تھے وہاں یہ موقع دیکھا کہ کھانا پینا نصاری و ہنود کے ساتھ جائز کرنا مناسب ہے اور ایک پیر کے دو مرید جیسے ہوتے ہیں بھائی بھائی ویسی نصاری و ہنود کو سب مسلمان بھائی اپنا سمجھیں اسکا فتوی لکھدینا مصلحت سمجھکر لکھدیا ہے کہ بجنسہ فتوی مذکور اول لکھا جاتا ہے اوسکے بعد مختصر رد اوسکا لکھا گیا ہے تاکہ سب مسلمان سمجھ لیں کہ قول مولوی محمد فصیح صاحب کا خلاف قرآن و حدیث کے ہے +

جناب حضرت مولانا مولوی محمد فصیح صاحب دام مجدہم

آپکے تشریف لیجانیکے بعد ایک دو مسلمان تشریف لائے اونسے ذکر ہوا کہ تھوڑی دیر ہوئی کہ جناب مولوی محمد فصیح صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے اور در باب طعام اہل کتاب کے جناب ممدوح نے فرمایا کہ جائز ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم ۔ اگر ہمارے عیسائی بہائی ایک جگہ بیٹھکر اپنی
رکابیون مین ایپا ازمین کہاوین اور کہانے مین محرمات شرعیہ مین سے کچھ نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے ۔ اور یہ بھی
جناب ممدوح نے فرمایا کہ جیسے عزیز ہوئے کہ پادری آمٹ صاحب ٹرکٹ سوسائٹی لودیانہ نے ان سے
کہا کہ آپ ہمارے عیسائی بہائی ہین اور یہود ہمارے موسائی بہائی ہین اگر تم ہمارے پیغمبر صاحب پر یقین
لاؤ تو ہمارے محمدی بہائی ہو جاؤ اور جب کہانیکا وقت ہوا تو جناب مولوی صاحب نے پادری صاحب سے
کہا کہ کہانا کہایئے پادری صاحب نے کہا کہ کیا تم کہانا کہلاؤگے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر دیکہا
کہلاوینگے تم ہمارے عیسائی بہائی ہو اور پیر پادری صاحب نے کہا کہ آپ ہمارے یہان آکر کہانا کہا لینگے
مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہان ہم تمہارے یہان بھی کہا لینگے اگر محرمات شرعیہ نہون فقط آجتک
دوست اسبات کا یقین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ حضرت نے کبھی ایسا لکھا ہوگا غرضیکہ دیکھو جو ہمارا
ہین پس امید ہے کہ آپ اسی کاغذ کے نیچے لکہدیجئے کہ آپنے یہ الفاظ فرمائے ہین یا نہین اور اسپر
کہ اپنے دستخط خاص سے تصدیق یا تکذیب ان الفاظ کی لکھکر بہت جلد عنایت فرمائے علی العجالہ
مین اور وہ دوست جانے والے ہین والسلام ولا تکتموا الشہادۃ ۔ عرضیہ خاکسار ... ۱۸ جنوری
۱۸۹۶ع وقت شب ۔

## جواب

رقیمہ کریمہ پہونچا احوال معلوم ہوا حقیقۃ الحال یہ ہے کہ اب وقت بڑا نازک ہے لوگ کم سمجھ بہت ہین اس
سمجھ والے کم ہین ۵ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد ۔ اور وہ تقریر جو آپنے لکہا ہے تحقیق
حقیر کی یہی ہے اور یہی اعتقاد ہے اور دوسرے لوگونکا اور حال ہے اور معتقد حقیر کا یہ ہے
کہ کوئی حلال کو حرام نجانے اسواسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال
کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے اور یہ معتقد حقیر کا نہین ہے کہ لوگ بے تامل اور بیباکی
نصاری بہائی کے ساتھ اکل و شرب جاری کرین کہ اومین خطرات گوناگون لاحق حال ہین اور
دین اسلام کا عجب دین پاکیزہ ہے کہ اومین کچھ نقصان نہین ہی اللہ تعالی سبحانہ اسلام سچا ایمان
نصیب کرے الغرض تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد بہائی کہلاتے
ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہائی کہلاتے ہین ویسا ہی دو شخص ایک نبی کے ماننے والے
اوس معنی کا بہائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ ہم محمدی کوئی حضرت عیسی کی رسالت کے منکر نہین بلکہ
مقر ہین تو اس معنی کر قوم نصاری ہمارے عیسائی بہائی ہوئے اور واقعی یہ ہے کہ اگر حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی اقرار کرے تو محمدی بہائی جانے گے والسلام والاکرام حررہ العبد
الضعیف محمد شفیع حنفی عفی عنہ ۔

## ردّ فتویٰ مذکورہ بالا مولوی محمد فصیح صاحب کا

راقم کہتا ہے کہ یہ تحریر مولوی محمد فصیح صاحب کی دو مقصود سے خالی نہین یا یہ کہ مسلمان خصوصاً
اونکے معتقدین اور مرید اسطرح سے یہود و نصاریٰ کا ہو جاوین کہ عقیدت رکہین یہود و نصاریٰ سے
جسطرح سے کہ ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکہتے ہین یا ایک استاد کے دو شاگرد اور یہود
و نصاریٰ کے ساتھ بیٹھکر کہاوین یہان تک کہ چوری سے جیسا موقع ہو جاوے کہانا ساتھ
کہا لیا کرین یا مولوی صاحب کو اس فتویٰ کے لکھنے سے قوم یہود و نصاریٰ کا خوش کرنا اپنی ذات
سے مقصود ہے تو راقم کے نزدیک مسلمان اس فتوے کو دیکہکر عقیدت اپنی اسطرح سے کہ جیسے
ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکہتے ہین اور کہانے پینے ہین کہینگے اور نہ قوم یہود و نصاریٰ اس سے
خوش ہونگے کسلیے کہ اکثر یہود و نصاریٰ تفسیر دان ہندوستان مین موجود ہین جنکے پاس تفسیر کشاف
راقم نے دیکہی ہے کہ اوسکو پڑہا کرتے ہین اور ملک یورپ و فرانس مین تو بہت ہین جنہون نے تفسیر کو ترجمہ کرکے اوسکو دیکہا ہے

**تفسیر مدارک مین یہ لکہا ہے** يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء
اى لا تتخذوهم اولياء تنصرونهم وتستنصرونهم وتواخونهم وتعاشرونهم معاشرة المؤمنين ۵

**تفسیر کشاف مین یہ لکہا ہے**

لا تتخذوهم اولياء تنصرونهم وتستنصرونهم وتواخونهم وتصافونهم وتعاشرونهم معاشرة المؤمنين ۵
پس مسلمانون کے لیے یہ حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اولیاء دوست نکرو کہ بھائی بناؤ تم اونکو پس مواخات
یہود و نصاریٰ یعنی بھائی بنانا یہود و نصاریٰ کا اور اونکو بھائی کہنا قول مولوی محمد فصیح صاحب بالکل
جھوٹا ہوا ظاہر مواخات اوٹھ گیا باطل ہوا اور راقم کہتا ہے کہ موالات یعنی دوستی دو قسم کی ہے ایک
دوستی عقیدت و دیانت کی جسکو لگاؤ دینیات سے ہووے دوسری دوستی معاملات کی جسکو لگاؤ دنیا
کے کامون سے ہووے مولوی محمد فصیح صاحب اپنے فتوے مین لکہتے ہین کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک
استاد کے دو شاگرد بھائی کہلاتے ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بھائی کہلاتے ہین اور ظاہر ہے
کہ محمدی لوگ کوئی حضرت عیسیٰ کی رسالت کے منکر نہین بلکہ مقر ہین تو اس معنی کر قوم نصاریٰ ہمارے عیسائی بھائی
ہوئے تو یہان بھائی سے دینی بھائی مراد ہوئے قوم نصاریٰ اور جب دینی بھائی ہوئے تو دوستی اور
عقیدت کے ساتھ ہوتی اور تفسیر زاہدی مین لکہا ہے ومن يتولهم منكم فانه منهم کی تفسیر مین کہ ہر کہ
دوستی دارد با ایشان وی از ایشان است این وعید کسی راست کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت
و دیانت اور تفسیر کشاف مین اس آیت کی تفسیر مین — ومن يتولهم منكم فانه منهم — ای من جملتهم وحکمه حکمهم
پس عمل کرنیوالے قول مولوی محمد فصیح صاحب پر کہ یہود و نصاریٰ دو اونکو بھائی بنانا جائز ہے اگر مسلمان اونکو
اپنا بھائی سمجھین منهم یعنی اونہین یہود و نصاریٰ سے ہوئے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین لکہا ہے

حدیث ابن عمرو کے تحت مین کہ فرمایا آنحضرت نے لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا اور لکہا ہے آپ نے حتی تمنعوا امثالہم من اہل المعصیۃ وان لم تنتہوا من افعالہم فتمتنعوا انتم عن مواصلتہم ومکالمتہم ومؤاکلتہم ومجالستہم یعنی یہانتک کہ منع کرو تم اونکے امثال کو اہل معصیت مین سے برے کامون سے اور اگر باز نہ آوین وہ لوگ اپنے کامون سے پس باز رہو تم اونسے ملنے اور کلام کرنے اور اونکے ساتہ کہانے اور اونکے ساتہ بیٹہنے سے اور صحیحین مین آیا ہے اہل کتاب کے برتنون کے باب مین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فان وجدتم غیرہا فلا تاکلوا فیہا وان لم تجدوا فاغسلوہا وکلوا فیہا پس اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کہاؤ تم اہل کتاب کے برتنون مین اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو دہوؤ تم اون برتنون کو اور کہاؤ اون مین معہذا جبکہ کہانا کہانا یہود ونصاریٰ کے ساتہ اس ملک مین شعار ہے اوس قوم کا جو اونکا دین اختیار کرین تو اس ملک مین اونکے ساتہ کہانا مین تشبہ ہے ساتہ بدلنے والون دین اسلام کے اور تشبہ اونکے ساتہ شعار مین حرام موجب دخول وعید من تشبہ بقوم فہو منہم مین ہے بلکہ تشبہ بعض شعار مین باعتبار ظاہر شریعت کے کفر ہے جیساکہ شرح مواقف وغیرہ کتب کلامیہ مین تصریح اسکی موجود ہے اور حضرت عیسےٰ وحضرت موسےٰ کے ماننے سے باوجود انکار رسالت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دین رکہنے کے ساتہ آپ کی اخوت یعنی بہائی ہونا اہل کتاب کا ساتہ اہل اسلام کے ہرگز نہین ہوسکتا اور استدلال مولوی محمد فصیح کا اس آیت سے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم بہ ہے کہ اگر ہمارے عیسائی بہائی ایک جگہ بیٹہکر اپنی اپنی رکابیون مین یا پیالون مین کہاوین تو جائز ہے اور فرمایا ہے مولوی محمد فصیح صاحب نے کہ معتقد حقیر کا یہ ہے کہ کوئی حلال کو حرام نجانے اسواسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے الخ اس سے صاف ثابت ہوگا عقیدہ مولوی محمد فصیح صاحب کا کہ جو شخص یہود ونصاریٰ کے ساتہ بیٹہکر کہانا کہانا حلال نہ سمجہیگا اوسپر کفر لازم آویگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولوی صاحب نے دوسری آیت قرآن کو ملاحظہ نہین فرمایا کہ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین یعنی مت بیٹہہ تو بعد ہوش آنے نصیحت کے ساتہ قوم ظالمون کے جبکہ بیٹہنا ساتہ انکا منع ہے تو بیٹہکے کہانا پینا ساتہ جہ معنی دارد اور طعام کی لفظ سے آیت مین مراد ذبائح اہل کتاب ہون خواہ مطلق طعام تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا اور بات ہے اور کہانا پینا ساتہ بیٹہکر اور مخالطت رکہنا ساتہ اہل کتاب کے اور بات ہے اپنے ساتہ عقیدت پر بہائی ہونے یہود ونصاریٰ کے جیساکہ مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا ہے تو۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم کے مورد مین حضرت مولوی محمد فصیح صاحب داخل ہوینگے جسکی تفسیر کشاف وغیرہ مین یہ ہے کہ فانہ من جملتہم وحکمہ حکمہم اور ایک پیر کے

بعون صانع ملک و ملکوت و فضل خالق زمین و زمان

# مہتاب

در مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع جہان ہوا

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۞ وَنُصَلِّي عَلٰى أَشْرَفِ لَدَا آدَمَ مَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ
بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ۞ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ يَفِرُّ الشَّيْطَانُ مِنْ ظِلَالِهِمْ فَجَعَلُوْهُ كَالتَّمْلِيْمِ ۞
أَنَا الْعَبْدُ خاکسار ذرہ بے مقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ ان زمانہ جناب سی ایس آئی
سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن و حدیث و جمہور اہل اسلام کے
ایک تقریر جدید لکہی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہو
اوس تحریر کا نام سرگزشت آدم رکہا ہے گویا زبان آدم خیال سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی
ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پا سکین اور جب
شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکہا کہ وجود سے ہمیشہ
وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے
میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور ان او

مخالف ہوں اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہوں اسلئے قولہ اور محمول کرنا اوسکو
امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظوں کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت و حقائق
بھی صراحتاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی
تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد
اسلامیہ یونانی حکیموں کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیوں کی سی شریعت ہوجاوے
کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نرہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے
حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصراً اس تحریر کو دیکھکر جناب
سی الیس آئی صاحب بہادر نے پھر اصرار اپنے ہی خیالات پر کرکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے
دوست کو کشان کشان پھر اپنی طرف لولایا۔ غنیمت نہ سمجھے کہ مولوی سید مہدی علی صاحب
نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹھہرایا۔ اور اونکے عقیدے کو مخالف
شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا مگر ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ اب میرا ارادہ
ہے کہ بخوبی ثابت کردوں کہ تفسیر بالرای جناب سی الیس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور
خیالات اونکے باطل ہیں لہذا پہلے خلاصہ تقریر جناب موصوف کا لکہتا ہوں وہی نہ یہ ہے
آدم خیالی سے جناب سید احمد خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے
جواب ملا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدم ہے بس پھر کیا گذری ج
میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا مگر یہ نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا میں نے اور بھی
بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے میں سمجھا کہ جس طرح یہ بنے ہیں
اوسی طرح میں بھی بنا ہونگا مگر دل گھبراتا تھا ایک دن میں نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی
صورت کی چیز دیکھی ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہونے لگے میں نے پوچھا او
تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بھائی یہ تو میں نہیں جانتے کہ میں کون ہوں جو
تم ہو وہی میں ہوں مگر میرا نام حوا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیاں بجا کر خوب اچھلا کودا
اور اوپر کو دیکھکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گانے
اور نہایت ذوق شوق میں یوں چلایا آو آذاری آو آذاری آو آذاری وہ جو ہے آری

و جو ہوا تہی وہ جو تو بیگاڑی وہ تو بہگاڑی وہ جو تو بے اری وہ جو تو بے میرے شکلے لے اوس نے اپنا
خدا نے میرا شکر لیا اب تم اوسی برکت کے پہل پہول ہو مس دادجان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوکر
بہی پہلے کی پوچھتے ہین آج میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بہنگا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کہ تمام پہل پہول ٹہنی پتی جو بہی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہی کہ اتنی قدر و
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے صانع کو
پہچانتا ہے ۔ تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
حاضر تہین جس کام پر وہ مامور تہین اونکو کر رہی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین
کرتی تہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے نشا ہین تحریک دیتی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر تمیز
پانا میرا کام ہے مگر وہ بہی جانتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی جو کمال و وبال انسانی کی باعث ہے اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست سمجہ مین آتی تہی مگر میری طاعت مین کبہی تہی خدا نے
مجکو ایک جگہہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی ۔ تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہہ مین
تہی مگر میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین اوس سے
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبہی فنا نہو گا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہپر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہوں بیشک مجہہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر عشق اوسکے ساتھ بڑائی

دشمن بہی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چہپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک بد سمجہہ اور اپنا کام کر — پہر مین سمجہا کہ خدا کی نشانیان اور ہدایتین ہمارے
ساتہہ ہین اونہین کو سمجہو اور ہدایت پر چلو مگر یہ سمجہہ مین نہ آتا تہا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجہا کہ جو چیز مجہہ مین ٹیڑہی ہوگئی ہے اوسی کا سیدہا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الایۃ — پہر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور غرشتی غل ہی مچا رہے
— اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجہہ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچہی تمثیل سے بتایا ہے — اونہون ملکی قوی کا نام فرشتہ رکہا ہے اور اوس دشمن دوست نما
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجہہ مین تہی پر میرے کام مین نہ تہی درخت اور اوسوقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لایق ہوا اوس درخت کا مزہ چکہنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کرکے فرمایا ہے کہ پہر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا — فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچہہ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے — پہر خدا نے آدم کو سب چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دیے بس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پہر انکو اوس صورت پر جواب ہی بتایا آج بیٹیا تمنے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم — اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بینگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پہر اوسکی صورت بنتی ہے بس جب قوی ہم مین موجود تہے اونہین مین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تہین آج انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونیکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجہہ مین نہ آیا — جب اس زمانہ مین ہی تم اوسکو نہ سمجہہ سکے تو موسی کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجہہ سکتا تہا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پہرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیا سنرا اور لبراطے وزجون تک سے لول بعد لین ۔ مرکب چیز جب معدد چیزون ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مثلا بہت سی گرم و سرد و خشک و تر دوا اون ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی ایسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تھے اسیطرح اونکو بیان کیا گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین جس دادا جب یہ بات تو ہماری سمجھ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہو گیا کہ بعض روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکہی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی کے سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا ہوتی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی کی مخرج ہے فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے تم اون فعلون کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے ہی جاتے ہو وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے جس قال فبما اغویتنی الایہ سے کیا مراد ہے کیا خدا شیطان کا شیطان تھا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوۃ خود خدا نے اوسمین رکہی ہے اور اوسکا یہی نتیجہ ہے کہ انسان مین خدا نے ایسے قوی بھی رکھے ہین جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دینا ہے کہ آدم کو سجدہ کر یعنی کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی بھی شکل تمہارے جائز الخطا ہون جسقدر مجکو دقت آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے یہ۔

باتین ہین سنے وحی سے نہین کی ہین بلکہ خود اپنے ہین اور تم ہین دیکہ لی ہین پس شیطان کو آگ
سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین آج تمام قوی پیدا ہین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق
کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علحدہ ہے۔ اور مردود ٹہرنا
ہے۔ اور تمہارے قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین
اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب سے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے
نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے
چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے پس جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا
وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی آج بتایا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ
علم کے لیے عقل کا ہونا بہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال
مین لانیکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجرہ ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین
مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے پس واداجان یہان نہڑی مشکل پیش آتی اسلیے
کہ انسان کا چہوٹے پن سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی
بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ نخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے
کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہا لینیکا اور خدا کی نافرمانی کرکے گنہگار ہونیکا کیا مطلب
ہے آج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی
اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی
باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار
ہے اور اپنی تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ قادر
ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس
خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی خنثیٰ ہے اس مقام پر خدا تعالی کو یہ بات
بتلانی تہی کہ جو قوی انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور ان سبکو خود کام مین
لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قوی پر
جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکا استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور چونکہ اوس

حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا — السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچہ اسوقت ہم انسان کی حالت دیکھتے ہیں واجبی یا بری سب کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے کہ بے ہوتے رہ ہی نہین سکتا جو شخص جو کچہ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو کام مین لاتا ہے انبیا یون فرماتے ہین انا نبی و آدم بین الماء و الطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید و آدم بین الماء و الطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الماء و الطین اور ہمارا یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الماء و الطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خداتعالی نے اوسمین رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوائے بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوائے ملکیہ کمزور تو ان کمزور قوی کو بیکار نہ چہوڑے اونکو بہی کام مین لاتا رہے کہ یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین مس دادا جان خدا کا شکر ہے کہ ہم بہی ان حقایق و معارف کا بیان آپ کی زبان سے سنا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے مگر یہ تو فرمایئے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکا نام سکہانا کیا معنی — ج بیٹیا زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکہہ لو کہ خدا کی نیابت کسکو ہے کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہے قوی جسقدر کہ ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے سلیے وہ مخلوق ہین لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یومرون مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بہی کرسکتا ہے اور بدی بہی پس خدا نے اس مقام پر انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو نائب کرنے کی وجہ کو بہی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے جہان فرشتون کا بہی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو

اون سے زیادہ ترقی کی توقع نہین ہو فالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا تمام خدا نے آدم کو تمام چیزون کے نام اس طرح نہین سکہاتے تھے جس طرح اتالیق بچے کو سکہاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرتا ہے اور اسی سے مراد ہے وعلم آدم الاسماء کلہا مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچہہ نہین بتائی صرف اسماء بتاتی ہین نہ حقایق اسیواسطے لفظ اسماء کا فرمایا ہے — اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکماء نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت زبان حال سے بیان کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے اوسکو دیتے ہین کام مین لاتا رہے اوس طرح جسطرح کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس مرضی کو انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالی نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اھبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحب النار ھم فیہا خالدون انتھی مصلا مختصرا مضمون خط مصنف بنام سید مہدی علی صاحب — میرے پیارے مہدی - ایخیال کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچہہ بیان نہین ہوئی - البتہ ہم اوسکے کچہہ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتین ہین بڑی صفت اوسکی جو منزلہ ذاتیات کے ہے اور اوس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغوی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ تاقیامت مغوی للانسان علی المعصیۃ ہے کما قال اللہ تبارک وتعالی قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین ہمارے خون کے ساتہ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین خواہ نماز کا وجود موجود فی الخارج سمجہو یا نہ سمجہو حائل ہوتا ہے کما روی عنہ صلعم الشیطان حائل بینی وبین صلوتی پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائی ہین اور اسواسطے مراد لینے وجود مستقل کی ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی ثابت نہو سکیگا - اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور

بتلاتے ہین ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکہ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتہ مین اور اپنا ہی گال لال دیکہتے ہین – کتاب و سنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصراً خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علی صاحب
میرے پیارے مہدی – مین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ بہی ایمن نہین آپ سمجہے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی مخصوص کرنے مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچہ باہر نکلے خالص بے میل ہو
پس آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکہنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ اوسکے پیرو ہرگز نہو وین – مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی مغوی الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے – اور پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہ سکتا کہ تینون جگہہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب من الحروف
والالفاظ سے کوئی تعین نہین کر سکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم و شیطان و فرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ و حکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہ جائیگا و ما ہو الا ما الہمنی یا پہر لفظ شجر کا ہی
کیا حقیقت مین وہ للو مالی اور کلو کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جائیگی و ما ہو الا ما الہمنی ربی کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوأتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

شہر نگادت گستہ برنج و غم کی بات ہے کہ اب ساآدمی جو مہدی ہذا الزمان ہو مفسر قرآن اور ترجمہ نویسونکی
الیسی بلادت کی پیروی کیا کرے۔ کیا لفظ سوءۃ کے اور معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس
السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلۃ القبیحۃ زوال حرمت فی التفسیر الکبیر بدو السوءۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ
و زوال الجاہ والمعنی ان خرجہ من الفاء تلک السوءۃ الی آدم ہو ذہاب منصب اور کیا یہ لفظ ان معنون
مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری
سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون
یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما (ای لباس التقوی
بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر) لیریہما سوآتہما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما)
انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون
ان سب آیتون مین تشبیہ و استعارہ ہے معنی حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علما نے تسلیم کیا ہے
وما ہو الا انا انھیمنی بھی بہمائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قرآن کے یہ معنی لیے جاوین کہ جب آدم و
حوا نے گیہون کے درخت کا پہل کہایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکہائی دینے لگے تو یہ مجبوری کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ
عالم بالاسلوم حضرت کو بہکٹر بولنے ہی نہین آتے چہ جای خدای ۔ کہا گیہون کا کہانا اور
کہا اعضاء مخصوصہ کا دکہائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی
تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجہا جاتا ہے پہر اگر یہی معنی ہون تو خدا مین اور
فرشتون مین خدای اور بندگی کا ہیکو بہیارون کے تو تو مین مین ہوئی اگر یہ سچ ہے تو ہمکو اپنے نوکرون
کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑہے ہین اور جب زیادہ
حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو ہم آیات کو
نصوص کہنا چاہیے یہ سب مضامین جو ہین روحانی تربیت حاصل کرتی ہے جسطرح
شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی لٹکا لاحول
پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرل ہسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا
بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قرآن سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا
اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصالحتا یہ احراز ظاہر نہین کیے

اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ حقائق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہیں لا ادری لعدیا کافی نہیں
ہے اب کسی زمت کے وقت تیر اخطا آپکو علیشا تیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھو تھا
انتہی مختصراً و محصلاً **اقول وباللہ التوفیق** جناب نوتر ثانی نیچرل اسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم و خیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
وکتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہیں کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قوی ہیں سب خادم نفس انسان ہیں نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے نہ مجنر
وسوسہ و عداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک وجود ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سرے سے تمام خیالات باطل ٹھہر جائینگے۔ اگرچہ معنی منسلمہ شرعیہ ہیں تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہاں ایجاد حضور کا کچھ علاج نہیں قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی و احادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ و سباق و سیاق و تبادر اذہان و طریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمسے یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب فی التحکم ہے خیر ہم بھی تکلفاً
مان لینگے اور آپکی شبہات کا جواب کتاب و سنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ منع
مانع نہیں ہیں بلکہ اسقدر دعوی ہے خود ہی مدعی ہیں کہ ملائکہ سے مراد قوائے انسانی ہیں اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوائے انسان ہی کام ہے
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالرای اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہیں تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنی چاہیے ورنہ محض
تحکم و مکابرہ و عناد ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہاں سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کر سکیں وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لائق نہیں ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہیں۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۰۱ میں سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (**قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض**) اور حدیث معراج سے قائم کر کے مطابقت توریت سے کی ہے

بلکہ دو نہرین چہوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہوئی بہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق
دعوے کے ہوتی توکسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت
توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے معنی شجر مذکور
کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل
نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات اور نیل وغیرہ کہان سے آئینگے
اور مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لامحالہ تاویل
علیل سے کچہ کام نہین نکلیگا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرماییے کہ بخاری کی حدیث المعراج
کو کیا سمجہ کر حجت ٹہرایا تہا جسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا
اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان
ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے
رسول خدا نے فرمایا کہ مجہکو سدرۃ المنتہی کہا یا گیا اوسکی جڑ میں (یعنی جہان
وہ ہے) یہ لفظ یعنے جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو
افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے کہ اوسکی اصل زمین پر بتاوین) چار نہرین
ہین دو نہرین چہوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے
پہر کہا اونہون نے کہ چہوٹی نہرین باغ مین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور
نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چہوٹی اور بڑی
اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت
ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا
کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور
برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے الگ ہوئی
اور ہین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل سے
پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر بیان متعلق مانحن فیہ کے
ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جواہر

ای جس جگہ ... سدرۃ المنتہی ... دو نہرین ... باطنان ... حقیقی ... جنت ... [illegible]

زنجبیل دو بہی ... دار الثواب ... القول الثالث یہ قول جمہور کا ہے ... دار الثواب ۱۲ منہ

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کرسکتے ہیں لامحالہ جو کچھ
جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبروا تکن من الغافلین
علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس البصر شرط ہے بلکہ
جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ
شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کردی ہے کہ ہم اسکو
اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ ہمارا یہ قول ہے لا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء
وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ○ جب معاینت وصریح وجود ابلیس کا قرآن شریف و احادیث
میں ارشاد ہو گیا ہے اور اسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کرسکتا ہے جسکی ہم اغوا
حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات و احادیث پر کمر باندھیں
اور ایسے فلسفی منکر نہیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اسکو ہم حس نکرسکیں اسکے وجود سے بھی
منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہو جائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام
حلال و حرام و معاد وغیرہ بھی ایسی نرہیگی کہ معنی مجازی ساتھ تاویلات و تخیلات کے قایم نکردی
جاوین۔ کما یعلم الفطین الخبیر۔ اس مقام پر مجکو یہ بھی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج
کو جناب مخاطب نے قبول کرکے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون
تسلیم فرماوینگے پھر تو اونکی مقررات میں سے کتنی باتیں خود باطل ہو جاوینگی لہذا پہلے مختصر آدہ
حدیث معراج مشکوٰۃ شریف سے نقل کیجاتی ہے عن قتادة عن انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة ان نبي الله صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسري به
قال بينما انا في الحطيم وربما قال في الحجر مضطجعا اذ اتاني آت فشق ما بين هذه
الى هذه يعني من ثغرة نحره الى شعرته فاستخرج قلبي ثم اتيت بطست من
ذهب مملوء ايمانا فغسل قلبي ثم حشي ثم اعيد وفي رواية ثم غسل
البطن بماء زمزم ثم ملئ ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة دون البغل
وفوق الحمار ابيض يقال له البراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت

عليه فانطلق بي جبريل حتى اتى السماء الدنيا فاستفتح قيل من هذا
قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد ارسل اليه قال نعم قيل مرحبا
به فنعم المجيء جاء ففتح فلما خلصت فاذا فيها آدم فقال هذا ابوك
آدم الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الثانية فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
الى السماء الثالثة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الرابعة فاستفتح
الى قوله ثم صعد بي حتى اتى السماء الخامسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي
حتى اتى السماء السادسة فاستفتح الى قوله ثم صعد بي الى السماء السابعة
فاستفتح الى قوله ثم رفعت الى سدرة المنتهى فاذا نبقها مثل قلال هجر
واذا ورقها مثل آذان الفيلة قال هذا سدرة المنتهى فاذا اربعة
انهار نهران باطنان ونهران ظاهران قلت ما هذان يا جبريل قال
اما الباطنان فنهران في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع
الى البيت المعمور ثم اتيت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال هي الفطرة انت عليها وامتك. متفق عليه

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے بسند توافق توریت میں ساتھ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوئے
تھے کہ ناگہاں آیا انکے پاس فرشتہ پھر چیرا اوسنے گلے سے
حلق کے زیر ناف تک پھر نکالا دل کو پھر فرمایا حضرت نے کہ لایا گیا پاس میرے
لگن سونیکا بھرا ہوا ایمان سے پھر دہویا گیا دل میرا پھر بھرا گیا دل پھر اپنی اصلی جگہہ پر رکھا گیا۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ پھر دہویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزیں زمزم کے پانی سے پھر بھرا گیا ایمان و
حکمت سے پھر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تہا
براق رکھتا تہا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پھر سوار کیا گیا میں اوسپر پھر لیگیا مجکو جبرئیل یہانتک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کے پھر کھلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانوں سے اونہوں نے
پوچھا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ میں ہوں جبرئیل کہا اونہوں نے کون ہے تیرے ساتھ کہا محمد صلعم

انہیں کہا فرشتون نے کہا تمہارے ساتہ آتے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پہر کہا فرشتون نے کیا اچہا آنا آیا پہر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدم سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سی کرتی
ہوے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوے سدرۃ المنتہی تک پہونچی جسکے پہل ہجر
مشکون کے برابر تہے اور پتے اوسکی ہاتہی کے کانون کے برابر تہے ناگہان وہان چار نہرین نکلتین
دو نہرین چہپی ہوتی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چہپی ہوتی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پہر کہا لایا گیا مجکو بیت المعمور پہر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پہر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجہے کہ یہ تیری
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ — اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا او
تعین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اونمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پہر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبئین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم الحقیقت
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہوگیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بہی کلام نرہا ابہو
سوائے اسکے تشبیہات واستعارہ ومحاورات متعلق وجود افلاک وبیت المعمور وبراق
وانہار جنت وشق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچہ چارہ نہین رہا تو یہ ہمارے
جناب مخاطب خدانخواستہ ایسے متعصب نہین رہینگے کہ حق پسندی کو چہوڑ دینگے غالبا اپنے
اصرار وسخن پروری سے باز آوینگے اور آیات وحدیث کو ہرگز معما وچیستان نبنا ئینگے انشاء اللہ تعالی
— اور اب ہمارا یہہ بہی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تنسیل آپکے یا کسی کے مشاہدہ مین آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین دیکہی ہے شق اول اگر
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور المشتبہۃ الملعونۃ فی القرآن
بہی کہا آپ نے دیکہا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے **فائدہ** مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب نیچریات جب کوئی مفسر نہ دیکہینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہا پن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچہ فرماتے ہین وہ
بسروچشم قبول کرلیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بہی موجود ہو اور خود بدولت نے بہی اوسکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکیا ہو۔ راوی معتمد سمجہکر قرآن وحدیث سے اعتراض کرنا جائز ہی
لامحالہ یہی ارشاد ہوگا کہ مستر گلیلیو جو کچہ لکہ گیا ہے آمنا بہ اور بے تکلف حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے۔ اور تبیین الکلام کے اقرار سے بہی دور بہاگین گے۔ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکہتے ہین یعنی جسقدر علم ہندسہ
سے قرب وبعد باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعاً تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پہر بہی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتہ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود مستر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تہا جب شمسیون کی غلطی دیکہی تو گہبرا گیا تہا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تہا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے تو محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو مان لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الہی واحادیث نبوی سے
ہاتہ دہو بیٹہنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آئندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کی
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہوجاوین تو پہر تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کی
کی گئی ہو کہان جاینگے گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر اہل یورپ کی
مرضی پر جو ہر زمان کی ہوا پر ہے اور دہریان ایمان بہی پہرنے لگے ہین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین گے کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بہی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اعلی مین پیش کرکے دکہا دون باب نہم

کتاب اصول علم الہیئت مولفہ مسٹر جیمس صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب نے بنام ولسر کے مورخہ ۴ ستمبر ۱۶۱۲ء لکہا ہے صفحہ نمبر ۱۲۱
باب ۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی ہے کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ساتہ ہین بعدہ ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول مین پائی گئی
یعنی زحل مستدیر بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہ یہ لکہتا ہے کہ زحل کیونکر ایسے تبدیل
عجیب کیا کیون کیا یہ دو چہوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہوئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ ہیئت محض وہمی و فریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجہکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آلگا تہا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو محض
معاذ اللہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سعی کچہ ہو گی
ایسے بہرحال ہو جاوینگے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین اب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرا
دیا ہے انتہی محصلہ اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرائے
گئے تہے بعد چوالیس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نورانی ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہو جاتے ہین اور گفتگوی ۲
دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال و جواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
ہیئتی فلک کو ایک نکتہ بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ لفظ بلفظ اصل معنی کے برعایت الفاظ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہ سے نہین ہلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع آپس کے ایک ہی جگہ پر ہمیشہ قائم ہین
لیکن انکو مقابلہ سیارات کے جنکی جگہ بہ نسبت ثوابت کے اور بہی بہ نسبت آپس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجہے شناخت دین کہ قطب شمالی کے معلوم کرنے مین مدد انہیں

پاس سے وقت کم ہوگئی ہے اب ہم اونکو اور دوسرے ستاروں کو جو سب گذشتہ میں بتا چکے ہیں
بخوبی دریافت کر لینگے اگر اونکی جگہ نہ بدلی ہوگی وے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قائم
ہیں گو اونکے مقامات باعتبار آسمانوں کے باوقات و ایام مختلفہ بدلتے معلوم ہوتے ہیں فقط
انہیں سے ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینوں کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہیں
ہے اور وہی خود ہی غلطیاں پاتے ہیں اور اپنے تقریرات سے شرماتے ہیں اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہیں کہ اثبات حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہیں کرتے ہیں جب یہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹھہرالینا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی سے اعتراض کیا جاوے محکم ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکماء جدید کو وجود و حالات افلاک میں زیادہ تحقیق نہیں ہے وہ اسقدر کہ سکتے ہیں کہ ہمکو شیشوں کے
ذریعہ سے افلاک نظر نہیں آسکتے ہیں اسواسطے ہم اقرار وجود کا نہیں کرتے ہیں لیکن یہ کہنا ہو سکتا ہے
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہیں کہ پہلے بہت سے
ستارے دوربینوں سے نظر نہ آتے تھے جو بعدہ معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت میں افلاک
بھی نظر آنے لگیں تو کیوں ناامید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہیں شعاع
اور چمک و رنگ نہیں رکھتے ہیں جو مثل ستاروں عکس اونکا آنکھ میں پڑے دیکھو ہوا اگرچہ اسقدر
شفاف نہیں ہے تو بھی دوربین سے نظر نہیں آتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہیں سمجھتے ہیں کہ ہماری کتاب
آسمانی میں صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہیں ہے کہ افلاک میں ستارے جڑے ہوئے ہیں
یا نہیں پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک میں کلام ہی نہیں ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہیں ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن میں لفظ سماء
میں ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے ثانی ایسا ہی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے اور بعض فلاسفہ قطعا منکر بھی نہیں ہیں ثالثا علم اسوقت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہیں آتا کہ آئندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے ستارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک میں ستارے جڑے ہوں

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہون اور فلک کی حرکت کے تابع نہون
ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن مین کہان مذکور ہے چہارم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالہ عقلی نہین ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کے
گردش کرے دونون حالتون مین اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی و کمی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان رہیگی اور پھر جب قرآن مین زمین کی حرکت و سکون کا ذکر
نہین ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن مین آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
مین ثوابت جڑے ہین اور وہ ہر روز زمین ساکن کے گرد ۲۴ گھنٹے مین گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت جڑے ہی ہون اور زمین پورب سے پچہم کی طرف اپنے مرکز پر گھومتی رہے اور گردش
افلاک متغایر گردش زمین نہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہون
اور محدد جہات ٹہرین اور تمام کواکب سے فوق رکھتے ہون جہان تک دوربین کام نہین کرتی
ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول مین قمر اور چہارم
مین شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن مین نہین آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آیندہ غلط نکلے
جیسے ہزارہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازون نے غلط بتا دی ہے کیا آیندہ دوربین
سے دیکھنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفہ جدید کا منہ تکتے رہین اون سے پوچھ پوچھ کر قرآن کے معنی بدلتے رہین الحاصل مجرد
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت حصص کرہ کے کواکب کا بشکل
بروج واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل انشقاق وانفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہین ہے کہ بعد تسلیم
ہیئت جدیدہ کی بہی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خواہنخواہ پڑے یا قرآن شریف معاذ اللہ
غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن مین گہومنا سورج اور چاند کا بہی مذکور ہے ہان یہ
تو مخالف ہیئت جدیدہ کا نہو ہم کہتے ہین ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہین ہے قدیمہ سے
تو اب کچھ بحث نہین ہی رہ گئی جدیدہ اوسمین ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار معین کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گھومتا ہے پندرہ روز مین اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند داغ سیاہ جو اوسکے

جسم میں بیں پندرہویں روز نظر آتے ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام شمسی کے تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہیں پہونچا ہے غرض حرکت و دورہ شمس کا ہر حال میں مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گہومنے میں لا ہے اختلاف ہے اور کثرت رائے علماء کی طرف کہی یجری الشمس لمستقرلها کسی طرح غلط نہیں ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنیکے لایق نہیں ہے مانحن فیہ دوسری بات ہے لہذا اوائل علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا موقع نہیں ملا ہے انشاء اللہ کسی علیحدہ رسالہ میں بشرط فرصت لکہنے کا ارادہ ہے — اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہوں — کہ جناب مخاطب کو ہرگز سبب نہیں دیتا کہ بعد تصنیف تبئین الکلام کے وجود افلاک سے ہیلا دیا ہوا وغیرہ مراد لی سکیں گو اپنا مذہب یہی بیان کر چکے ہیں کہ آسمان سے مراد ہیلا ہے مگر خود ہی یہ بہی لکہ چکے ہیں کہ ہوا اور کواکب سے علیحدہ خدا نے افلاک بنائے ہیں جیساکہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محضہ کو فلک ٹہرانا محض تحکم ہوگا اَلَمْ يُؤْخَذْ بِاقْبَالِ ——— اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا اور صدقنا کیونکہ پکارینگے خود تو یہ فرما چکے ہیں کہ کتب سماویہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور توراۃ کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہیں اب میں تبئین الکلام کے صفحہ ۲۳ کی عبارت لکہتا ہوں وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پہر اندہیرا پہر نور پہر ہوا پہر آسمان پہر زمین پہر نباتات پہر سورج چاند ستارے پہر حیوانات پہر حضرت انسان اور یہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے میں ہم مسلمانوں کا ہے انتہی بلفظہ — اب میں عبارت انگریزی مستدلہ اپنی بعینہ لکہتا ہوں ؛

## Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123

### Copy of Galileo's 3rd letter to Welser, Dec 4, 1612

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of the solar spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances illusion or fraud with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time come to revive the well nigh withered hopes of those who, guided by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existence. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

---

## Scientific Dialogues, by Rev J Joyce,

### Astronomy. Conversation II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

FA.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star, but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

---

### Conversation III, Page 104.

---

FA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places

FA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہہ باقی رہے کہ زمین کا گرد آفتاب کے گہومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک مین پہر بہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ مین نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع و مانع کسی دوسرے رسالہ مین لکہہ سکتے ہین — الا ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت سالانہ ارض پر گفتگو کا مضائقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکما جدید کے نزدیک (جو حرکت ارض کے قائل ہین) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب و مغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگتی یا شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے — ہم کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب و بعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتی ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنے کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے اور بغیر تبدیل کیفیت سرعت و بطو حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے تئین گرد شمس کے مجبوری لادے اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دے بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و چمبر صاحب و نوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا ہی نہین ملا کہ مین اوسکا ذکر نک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا ہی مدعیان حرکت سالانہ ارضی پہ واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ ثابت

نہو سکے کہ حرکت سیر روزانہ پورب کی طرف پچہم سے ابتک غیر مخدوش ہے ـــ ہم یہ کہتے ہین کہ جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا ایہر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی ہیت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہہ لینگے کہ حرکت روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر صحیح ٹہریگا فتدبر ـــ الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بُعد مجرد یا پہلاو کے لیتے ہین اونکو اوس مضمون کے طرف بہی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ الآیۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا یہی ہیت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکہاوین اوسکے بعد قران مین معنی پہناوین اور آسمان و زمین کے قلابے ملاوین ـــ علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدید نے بیان کیے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محض قایم کیے ہین مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت ـــ یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ مین الخیالات ابتک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور اولہ اثبات ہیت جدیدہ کے اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قران شریف مین شک آویگا کما یعلمہ من کہ وجدان سلیم رکہتا ہے ـــ اور مخفی نرہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹہٹہو مین اوڑا دینے کی گنجایش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے اب مین اپنی اصل مبحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قران بنالاوین تو ہرگز نہ لاسکینگے اور یا معشر الجن والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو دا سطے

مساوی آیا ہے اور یہی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوے اور جنکی بابت
اور حقیقت بھی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت مین مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار متعذر ہے نہ مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کی منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرانی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بھی پڑھ دونگا اور اور کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ ہی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی ناری
ہے جیسی کہ انسان کی طین سی ہے اور کیونکہ کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائیکہ کا نور سی ہے
اور جن کا نار سی اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہیے تو مشکواۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکا لکھے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ
اتہو کچہ شک نہ ہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تہے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تہی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہی اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے ــ اور اسمین
بھی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین ــ اور انسان یا حیوان
کی شکل بھی بنا سکتے ہین بلکہ ملائیکہ بھی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تہی کہ ملائیکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجالاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بھی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قران و حدیث ہی
سے اخذ کیے ہین غالبا کوئی انکار نہ کریگا ــ ہان اپنی پرورش سخن کی لیے اگر جناب مخاطب انکار
فرماوین تو مجبوری ہے احتیاطا چند آیات بینات لکھی جاتی ہین ــ اولا حضرت سلیمان کے
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

مَن يَّعمَلُ بَينَ يَدَيهِ بِاِذنِ رَبِّهٖ وَمَن يَّزِغ مِنهُم عَن اَمرِنَا نُذِقهُ مِن عَذَابِ السَّعِيرِ يَعمَلُونَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالجَوَابِ وَقُدُورٍ رّٰسِيٰتٍ الآیۃ دوم جن کا استراق سمع کے واسطے پربنا آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وَاَنَّا كُنَّا نَقعُدُ مِنهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمعِ فَمَن يَّستَمِعِ الاٰنَ يَجِد لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الایات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بتادی ہے جنانچہ ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہین کہ شیطان رجیم بھی ایک نوع ہی جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اولا صاف صاف قرآن مین آیا ہے کَانَ مِنَ الجِنِّ فَفَسَقَ عَن اَمرِ رَبِّهٖ دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تھے اوسی طرح انکی نوع مین سے شیاطین بھی خدمات لائقہ متعلقہ انکی بجالاتے تھے جنانچہ قرآن مین موجود ہے — وَمِنَ الشَّيٰطِينِ مَن يَّغُوصُونَ لَهٗ وَيَعمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُم حٰفِظِينَ ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگاکر اشیاء بحری کا نکالنا اور اسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین اونہین مین شیاطین بھی ویسا ہی کرتے ہین جنانچہ خدا لا لے فرماتا ہے وَلَقَد جَعَلنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِينَ وَحَفِظنٰهَا مِن كُلِّ شَيطٰنٍ رَّجِيمٍ اِلَّا مَنِ استَرَقَ السَّمعَ فَاَتبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِينٌ پھر دوسری آیت مین آیا ہے وَجَعَلنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ — چہارم جس طرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کر دیا ہے خَلَقتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقتَهٗ مِن طِينٍ فائدہ یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر ناریت و نورانیت و بزرگی عنصر خاک سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو مادہ وجود آدم

خصیات ہولی جا ہیے اور سب بے تکلف انا خیر منہ سننے لگا علاوہ ........
ہوا ہے واللفظ اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل اور فرد کامل نہ حقیقی ہے
نہ مجازی پس او بل جناب مخاطب کے خلاف تبادر اذہان و اصول و سیاق و سباق آیات
و محاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی ــ انتہی یہ ثابت ہو گیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے
جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا ــ فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال
کے ابلیس کو ملایک میں معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اور نیز
بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید
مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہیں ہے تو وجود خارجی ابلیس کا
بھی احتمال مذکور میں مان لینا پڑیگا اور پھر بھی قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھہریگا اور جب وہ ملایک
نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی ٹھہرینگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہیں
ہوتا غایت مرتبہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے
بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو البتہ شمول ملائکہ میں حاصل تھا گویا اونہیں میں معدود ہو گیا تھا
تفسیر عزیزی میں بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے اور دیگر مفسرین نے بھی طرح
طرح سے جواب لکھا ہے ــ اور استثناء منقطع بھی جائز ہو سکتا ہے ــ اگر اس مقام کی
بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی ملاحظہ کرنی
حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین اظہر الالوف من الملائکۃ مغمورا
بہم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منہم استثناء واحد منہم ویجوز ان یجعل منقطعا
بلفظ ترجمہ یعنی ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر انبوہ میں ملائکہ کے ملا تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ لایا تھا
فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنے کر دیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا
نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا ........ استثناء کا قاعدہ نحوی قابل تسلیم ہو چکا تو
اب ضرور ہے کہ مطابق آیت الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء اور نیز آیت
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر
ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب خرب جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے پر اوسی دشمن دغا باز شیطان
کا کام ہے جو وعدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاونگا اور کافر مشرک بناونگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبر یہاذ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ یعنے پہلے تو شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے تجسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو خواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنا کر سے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
لذت طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولیتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے
ہین پنجم قرآن مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ
أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنی سے پہلے لامحالہ وجود جنات
جن اور اوسکے اقسام کا ماننا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکر صحیح ہوگا ششم
قرآن شریف مین ہے مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ
وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا الایہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا اور خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری تہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے ہفتم قرآن مین بہت آیات سی ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عَبَدَ الطَّاغُوتَ
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باپ ميرى مت پرستش كر شيطان كى بيشك شيطان ہے خدا كا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۃ بدنی کی پرستش نہین کرتا تہا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت توہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بہی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۃ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکہ مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہوتا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو بار
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا تطابق قوۃ مختصر پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنے کہبرالے جسکو کہبراسکے اونمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجھا کرلے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۃ بہیمیہ کی نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پہر بہی اگر حضور نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داؤد مین ہے عن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلعم ہل رءی او کلمۃ غیرہا فیکم المغربون قلت وما المغربون
قال الذین یشترك فیہم الجن بلفظہ یعنے شیطان شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ کہنون
کے بل دوزخ مین شیطان گریگا نہ قوای بسیطہ غیر محسوسہ سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملایک کے مامور ہوکر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا بہی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بہی پہر کیونکر قوۃ بہیمیہ مراد لیجاوے

وہ توصرف آدم کی دشمن ٹھرای جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اسنیے ہی بدن مین آدم کہوا
وہ دشمن تہی نہ پرای روح کی تہی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمہ جسمانی کا نہ کچھ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تہی بلکہ زوجہ کے ساتہ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجہا چاہیے پہر ایک ہی قوۃ آدم کی دونون دشمن
نہین ہوسکتی ومن ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یَا أَبَتِ إِنِّي
أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا
یعنی حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آلگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پہر تو ہوجاوے شیطان کا ساتھی غور فرماتیے کہ قوۃ بہیمہ تو ہر وقت ساتہی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتہی ہوجانا اور نہ ہوجانا کیونکر فرمایا جا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتہی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتہ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیوقت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہوجایگی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الٰہی مین آیا ہے
وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ
فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا
تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا
أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ
إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمہ کے
ساتہ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جوا سنے جتین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچھ ٹہرایا جاے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچالینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹہرکر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجہتے ہین هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ لکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع مرنیا خدا اسکے یہان سمجہتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین

کیا وعدہ کرینگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سوم ما کان لی علیکم
من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے بہر ضمیر حرف لی کے مغایر علیکم
کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل
ہین نہ بعض اجزاے جسمانی اسکے ساتہ لا محالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم
فلا تلوموني ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان
بہی قائم ہے اور اس لفظ سے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو صاحب لمعہ الہادی کی عبارت سے
تبیین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے
حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت
کرو جسنے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے
بچانے پر قادر نہین ہون پس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ما عدای نفس انسان ہے اور وہی
موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانیوالا
ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ
خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پرستش
کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی
اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین
قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہوگی یعنے کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین
نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کسی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت
جسمانی کو معنی یہ قوت خارج نہوگی ورنہ بہ او قدرہ کو شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی
قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین ہوسکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر
کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ محض کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا اوسکو
دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے
توپہر کیونکر با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی تو سارا
قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْن؀ کہان جائیگا فتدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی
وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس سے دونون کے
سامنے قسم کہائی تہی اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون
آپ ذرا غور فرمائیے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹہرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو
بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہرکیف
سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کر دیا ہے تو اسے آدم ہی پر ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا
بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آپ ارشاد فرماتے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لا کر حضرت
آدم کی قوت نے دادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کر دی
وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور بولا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا
اب یہان یاد کر لیجیے والعاقل تکفیہ الاشارہ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور
نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب
کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب سنت سے باز آوینگے
ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سناتینگے فائدہ جناب موحد لت نیچریہ نے تعصب
کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد
اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ مالکیہ پر ہوا اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو
اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اوپر در پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات
کو مانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تاکہ تعصب
کی مراد اوسکو معلوم ہو جاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہوا اور اوسکی طرف
دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے
باب العصبیہ عن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال
من نصر قومہ علی غیر الحق فھو کالبعیر الذی
ردی فھو ینزع بذنبہ بالقطہ یعنے جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ
ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کو تین مین کرے اور دم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد تبیین کرنے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت
مین نقل کرتے ہین - مشکوٰۃ شریف مین ہے - عن ابی ھریرۃ رضی قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی
یقول یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت
بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنے بنی آدم جسوقت
سجدے کی کوئی آیت پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے
افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے
مگر مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پھر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے
کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولا مامور بسجدہ ابلیس تہا جسکا وجود خارجی متحقق ہے اور جو
بنی آدم کو دیکھکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری
قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرے
قاری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکھتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ
نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے
اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود ہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری
ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پھر اوسی کا ایک
جزو بدن رو دے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی
سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکھنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بہی
اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہوچکے ہین یا
ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہوگا دوم یہ بہی ثابت ہوگیا کہ سجدہ سے
مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکہنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی
قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹہرائے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی
ہوتا ہے اوسی کو دیکھ کر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان
کا عین قابل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکھنا اوسکا ثابت ہے پس وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہوسکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر محررہ جناب حالی سے
نہین ہوسکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ
ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نما نشگیٰ فنای حدیث بعدہ کو منون انصاف کرین کہ
ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ رویا کرتی ہے
اور ایسا خیال کرتی ہی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہی صحیح مسلم
مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط
یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک
تقول فی الصلوۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک
بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار
لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات
ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم
اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینۃ
ف - حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ کسیکو نہو وہ
تسخیر جن وشیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین
اسکا ذکر ہوا ہے - اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ
آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندھ رکھین ایسا
کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کہیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کی چھوڑ دیا پس
وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا - اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء
ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ منزلۃ اعظمہم فتنۃ
یجیء احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا
قال ثم یجیء احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

امرءتہ قال فیدنیہ منہ ویقول نعم انت قال الاعمش اراہ قال فیلتزمہ رواہ مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر کیا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کر کے آتا ہے پہر آتا ہے ایک اون لشکریون مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچہہ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہین چہوڑا یہان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو ہی اچہا ہے اور وہ ہی بلازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے ــــ برای خدا
انصاف سے فرمائیے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس جنود ابلیس کا درکار ہے ایک حدیث ہے تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے ــــ اور مشکواۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانہا الحذف رواہ ابوداود اور
احمد کی روایت مین بہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو نمین فاصلہ نہ چہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہوــ ہر گز کوئی قوت بہیمیہ صورت بنا کر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رجل فقیل لہ مازال نائما حتی اصبح ما
قام الی الصلوۃ قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ

ــــ یہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہو سکتا ہے ان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ
دریافت کر لیتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوٰۃ کی
ملاحظہ فرمایئے ـــــ اور مشکوٰۃ میں ہے عن ابن مسعود قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ
من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی
علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر
رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے
ـــــ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم سے (یعنے بنی نوع
انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتہ ایک اوسکا ساتہی جن یعنے شیطان ہو
اور ایک ساتہی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے
فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اور میرا وہ مطیع ہو گیا مجکو کچہ نہین کہتا
مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوئی ہے نادر کہ بلفظہ خاکسار عرض
کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی سہو غلطی کی ہین اول اسلم کا لفظ جو حدیث میں
تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتہ تہا بسبب عنایت الہی کے
وعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تہا سو بجاے مسلمان ہوجانے کے مطلق
مطیع ہونا لکہا تہا کہ کسی قدر قوت بہیمیہ پر تطبیق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا اور رسول کا
اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اسلم
سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا مین
بلکہ استعمال اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت
کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی ٹہہر جائیگی خصوصا کلام
نبوی مین ـــــ کہ تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلوق فصاحت اور بداہت مین ہے
پہیلی اور چیستان بولنے کو رسول نہین آئے تہے ـــــ اور مخاطبین کیونکر قوت بہیمیہ سمجہ ہونگے

جنہون نے ایک یا رسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تہے کہ انسان کا ا
شانہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا
بَشَرٌ مِثْلُكُمْ حضرت کی ہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین
جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان
متعین وقرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر امنافی شان عصمت کسی قدر
سمجھکر سوال کیا تہا اوسکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح
وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور
پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے
بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الاخرین فکان یطوی الایام لا یاکل
حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذلک یطوف علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ
انتہی مختصرًا علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم
ان النبی صلعم کان یطوف علی نسائہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ بلفظہ **فائدہ جدید**
ہماری مستند ہے اس سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے
حضرت یہان تک محفوظ تہے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات
سے ظاہر ہوتا ہے مگر بہ سبب عصمت وحفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون
کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو
بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین
ظاہر ہوگیا اور جا بجا اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین
سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت
کے اطلاق سے مبرا ہوا تہا یا واسطے تعلیم امت اور حفظ انہی کی ہے ایذای جسمانی سے
مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر فافہم اور مشکوٰۃ شریف مین ہے
عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رأت ملکا واذا سمعتم نہیق
الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان الرجیم فانہ
رای شیطانا متفق علیہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہین کہ جسوقت
مرغ بانگ دے تو خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے
اور جب گدہا آواز کرے تو پناہ مانگو کہ وہ شیطان سے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے
نہین معلوم کیونکر جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بناکر اس قابل ٹھہرا ینگے
کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکین لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور ملائک کا ماننا پڑیگا کما
تحقق ہے مشکوۃ مین ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذہب حتی
یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلثین میلا
رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا نہین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بہیمیہ بن
بھاگ جاتی ہے اور کس عقل کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہو گئی
ہے مشکوۃ مین ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوۃ فانہا تطلع بین قرنی الشیطان
الحدیث مختصرا بالفاظہ رواہ مسلم اور دوسری حدیث مین ہے ثم اقصر عن الصلوۃ حتی
تغرب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لہا الکفار دونون حدیثون سے
معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت
نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات مین شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے
اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستون کے کہ اوسکو
سجدہ کرتے ہین گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت مین سجدہ کرنا خدا کو
حضرت رسالت پناہ نے پسند نہین فرمایا اور منع کر دیا تا کہ بلا ضرورت تنگی وقت وغیرہ
کے نفس کی مشابہت ومماثلت شعار کفار عبدۃ الطاغوت وساجدین للشمس سے بچو
پس ان احادیث کی رو سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ علاقہ

نہیں ہوتا مشکوۃ شریف میں آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس
فی الصلوۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعھا بصرہ ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لھی اشد علی
الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد
انصاف کیجیے کہ جب کوئی مصلی نماز میں وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو اوسکی
قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہاں یہ اشارہ شیطان پر
شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث میں مذکور ہے وہو المقصود
مشکوۃ شریف میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان
غیر مریم وابنھا متفق علیہ
اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام میں کیا ہے اور بعدہ اپنی راے
لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اپنی کتاب میں بخاری اور مسلم
نے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی
بچہ بنی آدم کا نہیں ہے جسکی پیدایش کے وقت شیطان نے اوسکو
نہ چھوا ہو پھر وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکے
بیٹے حضرت مسیح کے — پس غور کرکر رونا بچہ کا ہر وقت پیدا ہونے کے ہوتا ہی
بسبب تحریک قواے بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے
تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہم السلام کو اس بات
سے اسلیے مستثنے کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان میں ہے
اور جو اونکی عفت و عصمت میں خلل ڈالتی ہیں اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر
پر ثابت کیا جاے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی
کئی وجہ سے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کو ہوتا ہے

جسکا نام آپ نے شیطان رکھا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت سے کے برہان قاطع عن الاحتمال سے ثابت
کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی
کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص
مراد لین تو سراسر خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہین سوم مس ایک فعل
ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی
ہے تو قابلیت مس کی بہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کا
وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریم خواہ حضرت مسیح انسان کامل تہے جو
کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجہنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت
مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ عقلی کے موافق نہین ہو سکتا ہے پنجم حضرت
مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ وجہ استثناء حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہے
اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہوچکی تہی کہ حضرت مریم کو اور انکی ذریت کو شر شیطان
رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے اِنِّيٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے
دعا قبول ہوچکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہینگے اور ویسا ہی
واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہو سکتے ہین موطا امام مالک
مین ہے اُسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرأی عفریتا من الجن
یطلبه بشعلة من نار کلما التفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رآه فقال له جبرئیل افلا اعلمك کلمات تقولهن اذا انت قلتهن
طفئت شعلته وخر لفیه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی فقال جبرئیل
قل اعوذ بوجه الله الكريم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت
صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلۂ آتش سے جلا دینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کے واسطے
جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کی مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتہ ہرگز
نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ساتہ عفریت کے لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی

خناس کا وہ فعل ہے کہ کسی پر انگشت اوس کی پہونچتا نہیں کما اختفی اور مشکوٰۃ شریف میں ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعیہ
حین یولد الخ اس سے ثابت ہے کہ قوت ہے ایسی کہ انگلیان بین چونچے کی پسلی مارو چبو وسے خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے ومن ادعی فعلیہ البیان مشکوٰۃ شریف میں ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالی عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضاً ثانیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمہ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ

چاروں احادیث مذکورہ سے یہ فوائد معلوم ہوئے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاوے
شیطان اوس کے کھانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لینے نام خدا کے گھر میں داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بھی اوس کے گھر میں رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لینے نام خدا کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے تو شیطان کو اوس کے گھر میں اوس کا
رہنا اور کھانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب تم کو بیت
ورطعام دونوں میسر آئے چہارم قوت شیطان کا یہ نہیں ہے کہ وہ داہنے ہاتھ سے نہ کھایا کرے
پیا کرے بلکہ بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہوگا شیطان کی یہ عادت حدیث میں مذکور ہوئی ہے

ہیجم جو لقمہ کر پڑے اوسکو جہاڑ پونچہ کر اگر نہ کہایا یا چہوڑ دے تو وہ شیطان کو ملتا ہے گر قوت بہیمیہ کا یہ طعام وغذا نہین ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شئے نہین ہے کہ اوس کا داخل ہونا یا نہونا گہر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت انسان کے ساتہ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جزو لاینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی ہے جو کبہی داخل ہو سکتا ہے اور کبہی نہین واقع مشکوۃ مین ہے عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وھو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع الخ غور کیجیے کہ جب ملائک السمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکہا سکتا ہو سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذھب ساعۃ من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا الخ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوسنے پہرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گہر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پہر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما صور اللہ آدم فی الجنۃ ترکہ ماشاء اللہ ان یترکہ فجعل ابلیس یطیف بہ ینظر ما ھو فلما رآہ اجوف عرف انہ خلق خلقا لا یتمالک

رواہ مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور گرد گہومتا پہر اپہر جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے

ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہو سکتی تو وجود خارجی ابلیس کا لازم قابل تسلیم ہے فتدبر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رایتم منہم شیئا فاذنوہ ثلثۃ ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوہ فانما ہو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تو تین روز تک کی اجازت دو کہ گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہوگا مگر شیطان

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہرون مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ بنکر آتا ہے تو وہ تین روز کی مدت مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہے لہذا اوسکا مار ڈالنے کا حکم فرمایا گیا وجود خارجی جن اور شیطان کا لازم آیا اور اون دونون قسم کا بشکل حیوانات ذی روح کی بہا لینے کا بہی غالبا ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ ہو المقصود اور اسکے موافق ہے حدیث سنن ابی داود مین انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ صلعم ان الہوام من الجن فمن رای فی بیتہ شیئا فلیحرج علیہ ثلث مرات فان عاد فلیقتلہ فانہ شیطان بلفظہ ۔ اور ابہی مقام پر چند احادیث اور بہی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیہ سنن ابی داود مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت لکہتا ہون فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل ہذہ علی ہذا فیحرقکم

غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کے واسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ بصورت اطاعت و شجرہ علم و عقل و تکلیف اوامر و نواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوا

لنبی صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنے سورہ بقر جس گہر میں پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہیں معلوم
کسکے بدن سے توت بہیہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے حدیث نقل کی ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ کو حضرت صلعم نے متعین کیا تہا واسطے جمع کر کے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے میں ایک شخص آیا اور لپین بہر بہر کر غلہ لیجانے لگا ابو ہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ میں محتاج ہوں چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابو ہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابو ہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابو ہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نچہوڑونگا جبتک تجکو حضور میں سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نہ لیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو میں تمکو چند کلمات مفید بتادونگا ابو ہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابو ہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت میں حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتوں میں جہوٹا ہے
مگر اتنی بات اوسنے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہیں آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابو ہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابو ہریرہ نے کہا کہ نہیں معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہوں قال دعنی اعلمک کلمات
ینفعک اللہ بہا اذا اویت الی فراشک فاقرأ اٰیۃ الکرسی اللہ لا الٰہ الا
ہو الحی القیوم حتی تختم الاٰیۃ فانک لن یزال علیک من اللہ حافظ
ولا یقربک شیطان حتی تصبح فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک قلت زعم انہ یعلمنی
کلمات ینفعنی اللہ بہا قال اما انہ صدقک وہو کذوب تعلم من تخاطب
منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاک شیطان رواہ البخاری۔

الغرض تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر
شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا اور آخر کار
مجبور ہوکر ایک عمل خیر ابوہریرہ کو سکہانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تم نے جانا
کہ تین رات سے تم کس سے مخاطب رہے وہ تو شیطان تھا ایسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا
ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا ثانی من لطیفہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کے کلام کو مستند سمجھا کرتے ہیں یہانتک کہ بحوالہ کتاب انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ ضرورت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ
قول الجمیل سے تبرکاً یہ عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں وہی ہذہ ولمن خبطہ الشیطان
یقرأ فی اذنہ الیسری سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ
جسداً ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل میں اوسکا یہ ترجمہ
لکہا ہے اور جسکو شیطان باؤلا کرڈالے یعنے جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے بائیں کان میں
یہ آیت سات بار پڑہے الخ الفضافیہ ولا لمام الشیطان بالبیت وم میہم بالحجارۃ
یقرأ معنہا لا یتنا انہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین الی اخرہ
ترجمہ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اوسکے پتھر پھینکنے کے لیے یہ آیت پڑہے
انہم یکیدون کیدا الخ الحمد اللہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا
بہی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائینگے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے
قول کو اپنا مقبول بنائینگے ورنہ پہر کس منہ سے اونہیں کے اقوال سے مجتہد العصر میں
پہنچنے کے واسطے خیال دوڑائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سے
مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکاید الشیطان از ابن عمر
روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسی علیہ السلام در خورد و گفت کہ ای موسی ترا حقتعالی
برسالت خود برگزیدہ و با تو ہمکلام شدہ من گنہگارم و میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن با حق تعالی
تو بہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من در جناب الہی دعا میکنم کہ توبہ
ترا قبول کند حضرت موسی در دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

جناب مخاطب ... کیونکہ جو خیالات ... بیان ... [illegible]

سکا لفظ نہیں کہیں صرف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت پر تقلید و اعتقاد رکہنا ... مذہب کا ... سمجہا ... [illegible]

قبول کرد شفاعت تو اور البو کہ لسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسیٰ

ابن ماجرا با ابلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ اورا سجدہ نکردم مردہ اورا چرا سجدہ کنم الخ اب خاکسار

خدمت مخاطب والامراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا

حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث اور محقق کذب صریح مین واغدار نہ ٹہراتے جائینگے نہ آپ اونکو

ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتا ئینگے کہ وہ صحیح اور سقیم مین تمیز نکرتے ہون تو مقتضاے

انصاف دوستی وحق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرما وین

اور مخالفت نصوص قرآنی وجمہور اہل اسلام سے باز آوین اور حصن حصین مین جو التزام

انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف

کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی ہے وہ بہی دیباچہ کتاب

مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من

الجن وضعہ بین یدیہ وعوذہ بالفاتحۃ والمٓ الی المفلحون و

الٰهکم الٰه واحد الآیۃ وآیۃ الکرسی ولله ما فی السموات

وما فی الارض الی آخر البقرۃ وشهد الله انه الآیۃ وان ربکم

الله الذی فی الاعراف الآیۃ وفتعالی الله الی اخر المومنون وعشر

من اول الصافات الی لازب وثلث آیات من

آخر الحشر وانه تعالی الآیۃ من الجن وقل

هو الله احد والمعوذتین. مس ق ا شرح حصن حصین

ظفر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے

ہین وہ بہی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہوتے کوئی ساتہ آسیب کے جن سے بٹہاوے

اوسکو آگے اپنے اور منتر پڑہے اوسپر ساتہ الحمد کے الی قولہ المفلحون الخ یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے

ف حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ

وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو

آسیب ہو گیا ہے حضرت نے اوسکو بلا کر یہی عمل کیا بس اوٹھا وہ گویا کہ کچہ خلل نہین رکہتا تہا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر سبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور ورد و درود پڑہنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والون
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ راہ مین جاتا تہا مین کہ ایک آسیب والے کو
دیکہکر مین اوسکے پاس گیا اور کچہ اوسکے کان مین مین نے پڑہا پس وہ ہوشیار ہوا پہر آنحضرت
صلعم نے پوچہا کہ کیا پڑہا تہا تو نے عرض کیا مین نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑہا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ مین ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑہے تو خوف الٰہی سے وہ بہی گر پڑے کذا ذکر الفخر رحمۃ قال خصائص کبریٰ مین
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابو دجانہ سے کہا ابو دجانہ نے کہ شکوہ لیگیا مین رسول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا مین نے کہ یا رسول اللہ جسوقت کہ مین لیٹتا ہون بچہونے مین
تو ناگاہ سنتا ہون گہر اپنے مین آواز مانند آواز چکی کے اور بہنبہناہٹ مانند بہنبہنانے
آواز مکہی شہد کی اور دیکہتا ہون چمک مانند چمک بجلی کے اوٹہایا مین نے سر اپنا گہبرائے
ہوئے ڈرتے ہوئے ناگاہ دیکہا مین ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گہر میرے مین پس قصد کیا مین نے طرف اوسکے پس ہاتہ لگایا مین نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تہی مانند جلد سیہہ کے پس پہینکا مونہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا مین نے
کہ اوسنے جلا دیا مجکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گہر کا یعنے جن برا ہے ای ابو دجانہ
پہر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب رضکو فرمایا کہ لکہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ ھذا الکتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا و علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون و رسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدۃ الاصنام

والی من یدعی مع الله الٰها اخر لا اله الا هو کل شی هالك الا وجهه
له الحکم والیه ترجعون تغلبون حم لا ینصرون حمعسق
تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا قوة الا
بالله فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم کہا ابو دجانہ نے پس لایا
مین اوسکو اپنے گہر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سویا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز ایک چلانے والے کی سنے کہتا ہے ای ابو دجانہ جلایا ہمکو ای ابو دجانہ قسم ہے لات اور عزیٰ
کی ان کلمون نے پس ساتہ حق صاحب اسکے جب اوٹہا لیگا تو ہمسے یہ کتاب پس نہ پہرینگے ہم
تیرے گہر مین اور نہ تیرے ہمسایہ مین پس صبح کی مین پس نماز صبح کی پڑہی مین نے ساتہ رسول اللہ صلعم
کی اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتہ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جنات سے پس فرمایا ای ابو دجانہ
اوٹہا قوم سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا مجہے ساتہ حق کے تحقیق وہ پاتے ہین رنج عذاب کا تا
قیامت تک انتہی بلفظہ اور حصن حصین مین ہے واذا تغولت الغیلان نادی
بالاذان مرقاة یعنی جب لا پہرون چلادے بیکار کرے کہی اذان لعل ابی مسلم تیرا ابن ابی
نے بعد ختم ہونے عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین بہاب مخاطب کی عرض کرتا ہے
کہ احادیث نبوی سے ثابت ہوچکا کہ جن وشیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بہی ہوتا
اور وہ گہرون مین بہی داخل ہوتے ہین اور اونکے نام خط بہی لکہے جاتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کلیہ حضور کا کہان باقی رہا کہ جو شے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکہتی
ہے اتبو لتقدر حقیقت کا مرتفع ہوگیا تو معنی مجازی ادر تو ہی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
مفید نہین ہے فائدہ الحمد للہ کہ آیات واحادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کردیے اول آنکہ ابلیس بہی
جن کی ایک نوع ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
ہے ما نند تمام جنون کے بلکہ سنن ابی داود مین ہے ص ۲، ۳ سر قال قال رسول اللہ صلعم ان الغضب
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار سوم بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکہا ہے
چہارم ابلیس ور ہادسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پر
رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بہیجتا ہے اور موافق افعال ہر ایک

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم
اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت
اسماء الہی و تاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور رہتا ہے کبھی کا آسیب انسان پر ہوجاتا ہے اور وردہ ادعیہ
ماثورہ و کلمات طیبہ آیات قرآنی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام اموال اولاد مین بھی شرکت
تصرفات کی حاصل کر لیتا ہے نہم ابلیس صاحب اولاد و صاحب قوم و لشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانور نکو بھی اغوا آدم کا
کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مار کھاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات
تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب
یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب
دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان
کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے
انہ عدو مضل مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی
ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر مومنون مین نہین ہے کلام الہی نے اس شبہہ کو بھی دفع کردیا ہے
انہ عدو مضل مبین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر
مثلا نماز مین خلل ڈالے اور خضوع اور خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے
یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلا غصہ کی حالت مین اشتغال طبع بڑھا کر جورو اور خصم مین
مفارقت و مباینت کرادے اور یہ موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان
سب سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ سب
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہی شیطان کا تو تسلط اوسکا
اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین قابل انکار نرہیگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جاویگا لانکہ

قرآن شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کما قرر سابقًا
لاسورہ اعراف میں بھی ہے قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے میں بیٹھونگا اونکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر لینے
اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر اونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاوے گا
تو اکثر اونمین شکرگذار موضح القرآن اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و
من خلفھم من قبل الآخرۃ فاقول لا بعث ولا جنۃ ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم کما فی المعالم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمین جگہ دونگا اور آخرت کے باب مین یہ شک ڈالونگا کہ نہ حشر
نشر ہے نہ جنت و نار کی کچھ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہون پر راغب کرونگا
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنۃ ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن آدم
من کل وجہ غیر انہ لم یاتک من فوقک لم یستطع ان
یحول بینک وبین رحمۃ اللہ کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے اقوال سے معنی آیت مین اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی بات
سورہ میں ہے یَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہیں نہ
بہکانہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوا دیا تمہارے مان اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور
چھنوا دیا اونسے لباس اونکا لا یفتننکم کے معنی ہین یضلنکم کما فی المعالم اور سب

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورۂ حجر میں ہے کہ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ
الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تھی اور سجدہ سے انکار کیا تھا اور
جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن میں اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت
کو دل میں جگہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے
اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے تو اب کچھ کلام نرہا کہ نماز میں جو وسوسہ ڈلانے والا ایک
خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث میں جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن میں
تیرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب زدہ میں ایک خاص قسم کا
اثر ہو جاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجیہ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا ہے وہ ایک طور
کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان میں ایک
تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض احادیث میں نظر بد کا اثر پیدا
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بھی جسم انسان میں ایسا اثر پیدا کرتی ہے
کہ بیماری سے بدتر کر دیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن میں
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون میں خون جاری تو جس حدیث میں وسوسہ خنزب شیطان کا
ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز میں شیطان کا اور حضور قلب مصلی میں حجاب ہونا اوسکے
کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی
ہے بلکہ وجود ابلیس میں تاثیر دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن میں جا کر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے
داخل جسم ہو جانا اور پیر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہے
یا اوسپر جری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے مشبہ اور مشبہ بہ یعنی شیطان اور خون میں
وجہ شبہ کی وہ ہی سرایت ہے جو ہم بیان کر چکے ہین تو اب حدیث ثانی بھی ہمارے ہے

مؤید ہوے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر بہی نہین ہے
اور بعد ثبوت کل اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اوسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدد و مفصل مصاف فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحث جاتی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہوجانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جاتین گی کما یعلم الخبیر اور اسی
مقام پر ہم یہ بہی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کر دی کہ وہ جن کی نوع ہے اور بنی آدم کا دشمن بہی ہے اور مغوی اور مضل بہی ہے اسیلئے
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلاً جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و لابس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرما دین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کسی انسان کی قوت کو شیطان کہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہو جائینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجئے تو تبادر او ہان سے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہوسکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلاً یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا و ضرب المثل مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآیتہ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بہی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و تبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال الفاظ مراد مخاطب سے

متنافر اور متغایر ہین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ
... کو غافل رکھے
یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حقمین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکہنا چاہتا ہے وہ بہی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچہ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ بسملیہ مخاطب کو شیطان
ٹہراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتہ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین صاحب لسعد الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹہری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹہری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود ۔ تنبیہ ۔ جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتہ عداوت رکہتی ہے اور روح کو اوسکے ساتہ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بہی فرمایا ہے کہ قبل کہانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت اصلی آئی تہی
اس دعوے پر دلائل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین ہم اس
قول کی تصدیق نہین پاتی ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتہ روح کے نہین ہے کیونکہ روح والی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و عرضیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہو جاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پونہچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
و ضرر کے سمجہنے کا حاصل ہو جاتی آنکہ عداوت کرنا اور دہوکا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لائق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹہرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجہا جاوے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا اسقدر
خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچہی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب
آنکہہ کہولی جاوے تو جو چیز اچہی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حس مشترک کا

بہی ایسا ہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا وسکو نگاہ رستے اور دامیہ
وغیرہ کا بہی ایسا ہی عمل ہے اور بعض اعضا مین بعض قوت بہی خاص ہین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے
کہ جس قوت کا اقتضا رخلاف مصلحت اور مخالف روح و نا ملائم حالات وقت سمجہتی ہے اوس سے
باز رکہنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل و علم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات
پسند نہین کرتی ہے مثلا جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کہانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ و اشتہائی طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکہنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلا جب عقل نے طعام زہر آلود
کے کہانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹہایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح جیسی
تحریرین درد انگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت نگرو
مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل و علم پر ہے اوسی کے کرانے
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبہی تو جبلی ہوتا ہے اور کبہی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبہی قلت علم اور صحبت
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم و صحت جسمانی و صحبت صالحین و عقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت و استعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہے
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکہا ہے قوت شوقیہ و شہوانیہ کا اور
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کہانا لذیذ کہاتے ہین اور زن منکوحہ سے صحبت
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکہنا مرغوب ہوتا ہے
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین
مکان ... طعام وغیرہ خباثت ... روح کو صدمہ پہونچتا ہے اوسے کوئی نہین دیکہ سکتا

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بھی وہی قاعدہ کلیہ ہے کہ فعل انسان کی اون قوی سے
بھی کام لینی موقع اور مصلحت دیکھکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچھ کمی کرتا ہے
تو اوس قوت سے بھی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایسا
ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بھی مثل انسان کے فہم کامل رکھتا ہے وہ نیک و
بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام خدا دست قدیمہ کا بخوبی
نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بھی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان
لیا جاوے مثلا جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتھ پہینک کر
اس فعل پر خوش ہورہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی
دیکہکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان کے
دور دینے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بھی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتھ روح
ہو اور ہمیشہ دہوکہا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجھتی ہو کہ اوسکو ایسا طور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے
اور ایسا کام کرایا جاوے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بھی صدمہ روح کو
پہونچتا ہے تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج
ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین کہ روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاتینگے
بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہیگا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو
خواہ اونمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بہی چراغ گل کرتی ہے اور
خود علم و عقل ایسا کہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بہی
ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح میرا اتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ
کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتھ مجکو بھی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتھ
سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی
بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور بد دوزخی ہے تو وہ خدا
سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بھی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے
جناب فلسفیت آب یہ فرمادین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

ف لو ابنی مثال رنجی اصطلاح ... قوای کی حکمت اون قوتون کو کہتا ہے جو روح طبعی ہو منصوص ہین ... سبب ایکو قوا کہا ہے جو روح حیوانی ہے نفسانی مین اور ... ایک ہی بیان انسان حیوان کو ... نعمت حاصل ... کلام سادہ ... روحانی یا اعوذ ... نفس انسانی مین لکہا تو کسی اصطلاح کے موافق ہی قول مخاطب کا صحیح ہے ۱۲ منہ

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہٹی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی
آگ نہین ہے محض جہلا کے ڈرانے کے واسطے مجازات کا بیان ہوا ہے پہر قوت جسمانی
کیونکر دوزخ سے خوف کریگی آپکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی
یعنے اگر روح کو تباہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم وعقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے
ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاتینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضار جسمانی پر جس کہ پہر
سارا کہیل تماشا رہے گویا اوسی مین آگ لگائی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی مین اپنے ہی ساتہ
عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرما دین کہ ہان ایسی کوئی قوت علم حکمت
یا کتاب وسنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ وشوقیہ پر انطباق قوت
بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجاز اً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان
کرتی ہین خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو عذاب مین جان ڈال ہے پہلی لفظ
ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس وشیطان سے وہی قوت بہیمیہ مراد ہے
جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب اس قوت کا بہی پتا نہ چلا تو اب اوسکا بہی مجاز نکلا کہ قوت
شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سُن لیا مگر یہ ارشاد فرماییے کہ بہیمیہ کی تجسیم
کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خداتعالی
کے ساتہ کرنے سے اور نافرمانی سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو
کہ نام قوت کا بدلنا تو آپکی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام
مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جاتیگی یہ تعریف تو
بہیمیہ کی علم وحکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور
روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگر ہیچ کتب
علم طب وفلسفیت وشریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے
مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ وشوقیہ کی وہ تعریف ہے
تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمایئے کہ اونکا مبدا اور لازم وتعریف
کیا ہے اور وہ کب جو مجسمات مین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا کب یہ فعل ہے وہ

بیان سے شروع کلام مخاطب کی تہذیب ہوتی ہے

وہ توسب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو یہی لذائذ
روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور عضار کو اور ارواح
حیوانی وطبعی ونفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوس سے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ
فی الشرع ہین تو عداوت محضہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت واضلال ہی
کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہو سکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر نہی
خدشات بیان کرتے ہین **قولہ میرا نام آدم ہے** الخ **اقول** آپنے تبین الکلام مین سوای ابو البشر حضرت
آدم کے ایک اور آدم کا وجود قائم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے **اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً** پس ظاہر ہے کہ سارا
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتھ سوال وجواب ہونیکا اور تعلیم اسمار کا بیان جو کچھ قرآن شریف
مین ہے اسی آیت سے شروع ہو کر ساتھ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم
اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبین الکلام مین یہ
قول ہے کہ وہ آدم پہلا نر و مادہ ساتھ ساتھ پیدا ہوئے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین تہی اور الکتہی
تہی اور اونکے بعد کتنی آدم پیدا ہوتے یہان تک کہ حضرت ابو البشر جب پیدا ہوتے تو زمین سنسان
تہی اوسپر کوئی قسم نباتات کی نتہی صرف شبنم روی زمین کو ترکرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات
مذکور کو حضرت ابو البشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا
اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو
حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا واہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد
ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جنکا ذکر تبین الکلام کی تفسیر باب اول مین ہے
قرآن و حدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا
ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے **لاَ دَلاَلَةَ لِلْعَامِّ عَلَی الْخَاصِّ** یہان
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت
اسلامیہ سے کر رہے ہین پہر کیف حضور والا استعداد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

جو داستان بیان کرتے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کا آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جبیا دہ سارا قصہ ملائکہ سجدہ و جنت و شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بنایا گیا ہے غالبا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا ہی سمجہا ہوگا اور خود خدا بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالبا دہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ جتنی تفسیر جاری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ تو کوئی وہی آدم نام ٹہرا کہ شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا آدمی نہ
ویران تھی شبنم کے سوا دسپر کچھ نہ تھا پھر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹہرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو مالی اور کلو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کپڑے مکوڑون مین پہرتے چلتے پرانے
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن یہہ تعجب سب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کپڑے
مکوڑے پرند چرند کہان سے آتے ہونگے اور جنکی غذا نباتات ہے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کالو کے باغ کا سبزہ ہوگا نہ اُجاڑا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تہا
جو درخت کے تخم کیطرح تہنگے سے بہی باریک اور رائی کے دانے سے بہی چہوٹا تہا اوسی مین
نبوت اور خلافت بہی چہپی ہوئی تہی پہر بہی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تہا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تہا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گرپڑا ہوگا اور زمین میں خاصیت رحم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی اسی سے گہاس کی طرح
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانورون نے وہ گہاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پہر
لطف یہ شبہ ہے کہ صغر سن مین نہ بیچارہ کو دودہ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تہی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کر سکتے ہان شاید للو کلو کی جوروان بہی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغین اوٹہا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سؤر یا گئے یا انپر وغیرہ
جانور وحشی و پرند کی مادہ نے دودہ پلایا ہوگا جو کچہ حضور کی تحقیق ہو اور ملا الہمی بی کے ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہو جائے کہ اوس باریک تنکے
کی پرورش بعین بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ نیچر کے یا کسی آیت و حدیث کے کس طور پر

واقع ہوئی تہی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے اسکی بابت اوس سے یہ سوال بہی کر لیجیے
کہ دادا جان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بہی فرمادیا ہے اِذَا نَفَخْتُ
فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تہا حرف اذا کے بعد حرف
تعقیب کی بہی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹہ ملا اور نیچی ڈاڑہی اور اونچے پائنچے وعمامہ و تسبیح والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابوالبشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء عنایت
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیلہ تک وہ زمین مین بہی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تہے اپنے رزق کی
آپ فکر کر سکتے ہونگے مگر بہنگا سا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کر لی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تہا اور عالم اسباب مین
دادا جان جب آپ پیدا ہوتے تہے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تہا خلاف نیچر کے
آپکی تربیت ہماری سمجہہ مین نہ آئی ذرا یہہ بتا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے بتلا دیجیے اور جو کچہہ جواب
بارہ حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کو دادا جان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بہی پوچہہ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم موہوم نے جنت حقیقی کی کبہی صورت بہی نہین دیکہی جو کچہہ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پہر زمین مین معاودت
کرنیکی اور پہر زمین ہی سے روز قیامت نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسیٰ اور
محمد صلعم سے کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سے سنائی یاد کئے ہین دیکہین حال کے زمانی کی
نیچریون کی تحقیق پیدائش اور تربیت و غذا وغیرہ بالبحاج بچہ دو روزہ میان آدم کی کیا ہے
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بہی چہوٹے ہونے کی حالت مین کوئی صلب اور بطن
متعین کرنیکے باب مین کیا رائے ہے آخر تو توہمات پر تفسیر قرآن ٹہر ہی گئی ہے یہان بہی کوئی

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب
تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجہتا ہون
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بہی لکہہ دون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکے دقت
جاتی رہنے تورات کی کتاب پیدائش مین یہ عبارت ترجمہ کی تہی اور کہا خدا نے بناوین ہم
آدم کو اپنی پرچہائین سے بانند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچہلیون دریا پر اور پرند اسمانون پر
اور چوپاؤن پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب
مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتہ ملت اہل اسلام کے اس تحریر کے ساتہ کی ہے
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجہے بنانا ہے زمین
سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ
آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا اور کوئی آدم تہا یہ سوال
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکہکر تعجب کرینگے اور کچہ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجہکر
مجکو بہی اسی طرح مجرم ٹہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹہرایا تہا مگر مین مجبور ہون
کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکہتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تہا
اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تہا اور معلوم
نہین کہ اسکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی قسمین حیوانات اور نباتات کی
اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وحد ہے دیکہو اس درس مین خدا نے
اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیس درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین
بنایا بلکہ نر وماد جوڑی کا جوڑا بنایا اسکے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تہا وہ سب ابہر چکا تہا کوئی
بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تہی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتھے اور میدان کی سب گہاس نہ اوگی تہی اور اوس
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانیکی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بنا کر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ لبعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدائش مین جناب صوفی
لکہتے ہین ٥ پہلے درسون سے علانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کر چکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدائش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تہی اب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہو کہ اب تک درخت نتہے اور گہاس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار وحیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین باقی
تہی مگر اوسپر کے اشجار وحیوان معہ انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان تہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین و اسباب سب کچہ
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین کے منہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان نہ انسان
اسلیئے آدم ثانی کو پیدا کر کے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین الیسی حالت مین
پایا مگر یہ نجانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا تہنگا تہا الخ فرمائیے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانے سے بہی چہوٹے اور بہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوئے تہے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان ہو کہ پیاس نتہی تب بہی مشکل عینی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹہرا دین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب پر ہی
ایمان لا دین مگر بہر کیف حکم قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ صاف موجود ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی
اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى
یعنے نہ بہوکا ہو تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے
اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو تعجب پیدا ہوتے
اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پرورکر
ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بڑا دہوکا دیا اور آلا جو آیت پہلے آدم
کی شان مین تہی وہ اپنی شانمین جما دی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر بہی آپکو بہلا دی قولہ

**قولہ تمام قوتین حیوانی وانسانی وملکی وشیطانی اوسمین تہین الخ اقول** اگرچہ بحث
قوی کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت
علم وعقل خیر وشر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود ہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود
تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماں کے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس
قوت علم وعقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پا دے گی یعنے آپکا
حاصل تقریر تبیین الکلام وتحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل وعلم خیر وشر کی آدم
کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا کہ اوسکو مت قبول کر اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ
ہے اور اوسکا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام
قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل
سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم وعقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے
عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدایش سے قوت علم وعقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہ بہی
اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا
امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم وعقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے
سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکا ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکر صحیح ٹہریگا اسرار

ہے کہ نجات انسان کی انکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ و شیطانیہ پر جو بان کو پیٹ
سے لیکر نکلا ہے یعنی جو اوسکے نطفے مین چھپے ہوتے ہین تو کیونکر خدا تعالے حکم دنیا کہ قوت علم
وعقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا بھی نہ چاہیے وافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرماتے حاصل
اس تمام کلام کا جو العام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خدا تعالے نے انسان کو
پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا اوسمین خود کسی
بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خدای تعالے بتاتا تہا اوسی قدر جانتا تہا اور اس سبب
سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تہا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تھا کیون کہ جو کام اوسکے
تہے وہ اپنی سمجہہ سے نہ تہے خدا نے ماہیت پہچان بھلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ
بات جتادی کہ اوسکو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کی موت سے مرجاؤ گے یعنے ایک سخت مصیبت
مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجہکر کرنی ہوگی
اور بھلے کام کا بھلا اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم
خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک
بدکی اوسمین ڈالی جاوے بلفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و
شیطانی اوسمین تہین اور سب اوسکی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر تہین جسپر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین
اور اپنے کام مین ذرا سی بھی خطا نہین کرتی تہین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی
مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام
کی ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع بہی کیا مگر آدم نے لی حاشا وکلا
اور اگر عموم و استغراق اپنے الفاظ مین خیال نکر کے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی
جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بہی ذہن مین حاضر رکہتا ہے وہ پیش کر کے خاطر جمع کر دیگا
یعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بہی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال
سے آدم ممنوع تہے وہ آدم مین پہلے سے موجود تہی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجہہ مین
تہین میرے کام مین آتی تہین ایک قوت مجہہ مین تہی مگر میرے کام مین نہ آتی تہی اوسکو کام مین لانا تہا
جسمین برا ہوا اور مین نے اوسکو بچایا اور دسی نے مین قوت کو اونکو قوت سمجہہ سے دیجاتا تہا اگر اس سے

بہی کام ہے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکھہ لیجیے اتبو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف
سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہر دم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالبًا
الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے
توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کی بہی انکار ہے اتبو سخت دشواری
ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین**
**کرتی تہی جسی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ اقول** تبیین الکلام
اور تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم وعقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ
کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا منقود تہا اور تحریر جدیدہ مین
موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے پہر کیف علم وعقل جاہے موجود ہو جاہے نہو کام
مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال تجربہ علم وعقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن
ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جتاتی تہی کہ**
**مین تیری دشمن ہون اقول** اوسوقت آدم تو عقل اور جانورون کے محض بے عقل
تہا کہانی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بے عقل سے کیون سر پہرا آتی تہی اور
کیون کبہی دوست کبہی دشمن اوسی جانور بے عقل کی سمجہہ مین آتی تہی **قولہ خدا نے مجکو ایک**
**جگہہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث
سے کہان واقع ہوئی ثابت کردے گے کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لاتجوع ولاتعری کے معنی
خود ہی آپ بیان کرچکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور
دوسری آیت مین ہے **لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا**
**لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا** الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین نہ بہکاوے

تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوتروا لئے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو
عیب اونکی الخ جس طرح سواۃ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خلہ تعبیر مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا
ترجمہ تقوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑیکا لفظ لکہا ہے تو اب اپنے معنی تحقیقی مسلمہ سے کیونکر تجاوز
کرکے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلہ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چھپانے لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتون سے آپ نے خود بھی تمہید الکلام مین مان لیا ہے اگلی جوڑنے لپنے اوپر پتے جنت کے آگلی عبارت مین موجود ہے پہر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو لباس اونکا کیونکہ چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے ایسا ہی رکہا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تھی جنت کے پتون سے بدن چھپانیکی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب بھی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرمگاہ منع نہین ہے اور اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو ملک مین ہو اوسوقت یہی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی سے منع نہین کیا ہے پہر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین اخل ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم دعو القول آپکے پہلے سے برہنہ ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر تہا اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بھی کیسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پہر آدم جنت مین کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشت پہنا تہا کبھی بدن سے جدا نہوتا تہا کیفیت جلد جو سزای عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہہ تھی اور خلاف عادت مستمرہ جو حالت عجیبہ تہی تو پتونکو چنکر بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس آدم خیالی کی تقریر محض وسوسہ شیطانی ہے دگر ہیچ قولہ وہ جانتے تہے کہ اوس سے کام لونگا الخ اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش ور عقل انسان سے بھی بڑھ کر ذی علم و ذی شعور نہ تھی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آگلی عبارت کا کہ اوسی قوت سے کام لینا کمال کا یہی سبب تہا اسلیے اوس دشمن قوت نے بہکا یا الخ قابل غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز یہ تحریر نہ کرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے قولہ مین نے جانا کہ اوسکے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجرہ عالم خیر و شر سے بھی آپ یہ مقولہ آدم کا لکھ چکے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اور اوسکا فتح پانا میرا بڑا کام ہے اور وہ بھی جتاتی تھی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑنے کی الخ و ابعد

استعمال قوت علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے انہین دشمن کر جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شئے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا کی للکار الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کلام کرنا محاورہ مین متغایر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القای قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ مجرد ناخوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز مہیب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بہی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپ کی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا ذرا غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانوروں کے محض بے عقل و غیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لا یعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امر ونہی کے ساتہ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ ورزمانہ
تکلیف وعدم تکلیف مین کچہ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بیگناہ
سمجہے جاتینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچہہی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا لینے قوت
علم وعقل کا وہ بہی اوسی زمانہ مین تہا جب آدم محض بے عقل جانور غیر مکلف نادان مطلق ناقابل
فہم اوامر نواہی کے تہے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل بچہلی بدی یاگناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بہی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکو
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بہی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تہا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تہا خیر جو کچہ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہتی
جبتک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تہا اور بعد کام مین لانے علم وعقل کے جب وہ مکلف
ہوا اور حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامر ونہی سمجہنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرمایئے کہ آپ نے جس اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرمائی ہے بچہلی بدی بیان کیا ٹہرینگی جنکے
واسطے عصی آدم ربہ فغوی صادق کہیگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاؤگے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امر ونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

(دکو خبث دنیا ہی ہو) اور عصیٰ وغوی کا لقب عنایت ہونا ہر گز صحیح نہیں ہے کیونکہ جیسی تجلّی بدایان ذکر کیا علاوہ
اوسکے مغفرت بیان سے بری سے امر و نہی کے لائق ہونا ہی مین کلام ہے فتدبر قولہ پھر تو خدا نے مجکو اپنا
نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول یہ تفسیر غالبًا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ
لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتونکو مجکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان اور خون کرے اور ہم پڑہتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری
پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتونکو
کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکہایا
تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا ای آدم بتا دے اونکو نام اونکے پھر جب اوسنے بتا دیے نام اونکے
کہا مین نے نہ کہا تہا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو
اور جو چہپاتے ہو فقط ظاہر اکوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین میں
اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچانا
مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنی خدا مین اور
فرشتونمین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہتہیار ونکی تو بین مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر وسے
زیادہ برے نہین بلفظہٖ اتہو ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہو گیا اللہ اللہ آپکی جرأت پر مجکو کمال
حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب و شتم سے تناول فرمایا کرتے تہے
اور مکار ریشا قبل ضال مضل اندہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے
رہے تہے بعدہ تہذیب الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ دکہایا اپنے خیال باطل پر نفس استغراق کو
شناعت عقلی مین داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہول کر گالیان سنائین کوئی سخت
کلمہ ہوگا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم وانبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آجاوے

مگر ایک ذات واحد کسی قدر ایک حیثیت کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شاعت عقلی بازی جو چاہے سو پوچھا پڑ جاسے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحث شیطان مین پورا حوصلہ نکال لیا تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالات طبعزاد کی بنا پر کبھی تو خدا اور فرشتے بہنساتے بناتے گئے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہکر بولنے ہی نہین آتی چہ جای جدائی بلنظلم واہ حضرت ہاوگ تو سمجھے تہے کہ تہذیب الاخلاق سکہاتی جاویگی اور طرز تحریر عالمانہ بتاتی جاویگی یہ نہ معلوم تہا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب وشتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین کا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہم مجبور ہون کہ مراد اب تحریر مانع ہے ورنہ تقریر الزامی وجدانی کسکو نہین آتی ہے اور جواب ترکی بترکی لکھنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے بعد سب وشتم خدا و رسول وصحابہ وائمہ وملائکہ سے کے بیچارے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہین کیون نہون کس شمار و قطار مین ہین اب کسیکو حضور سے شکایت کا موقع نہ رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ ہو خود ظاہر ہے کہ ایک جملہ جامع ہزار تفصیل کا ہے کما لا یخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھہ مین آجانے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان مین بیان نہین کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی حقیقی پائے جاتے ہین ورنہ محکمات ومتشابہات مین کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب اصول مین کہی ہے باطل ٹھہرے گی اور تمام محکمات قرآنی مین اسی قسم کی تشبیہات واستعارات ومجاز قائم کر کے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم الیقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب یہ فرمایا جاتا ہے کہ تمام دنیا کے سمجھانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان مین یہ ماجرای بیان کیا ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ وتابعین بعدہ ائمہ مفسرین محدثین معنے حقیقی سمجھے ہونگے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک نے بھی آپ کے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بتائی نہ کچھ ایسا دقیق مضمون تہا کہ حضور والا کے سوا بارہ سو برس تک کسیکو نہ سوجھا سب کے سب خلاف تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چیستان اور معمی ہی بولتے رہے قرآن سے بھی زیادہ شیطان کا وجود خارجی احادیث سے نکلتا چلا آتا ہے بلا اگر عوام نہ سمجھہ تو خواص

صحابہ تو سمجھ سکتے تھے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تہا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کر دا اور آدم ہی ذراسی پیدا ہوکے بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوئے تو خدا نے اونکو بہی سمجہا دیا تہا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا قصہ مختصر کو بیان کر دینے مین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجہی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت عمدہ حقائق و معارف بتاتے تہے کیا سخت مشکل مین پڑجاتے خصوصاً ہمارے رسول صلعم کو آپنے امی اسواسطے ٹہرایا ہے کہ نیچر کے پابند تہے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور افسوس ہے کہ موسے کے زمانہ سے آجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوئے ہین جنہون نے صحیح معنے کلام الہی کے سمجہ پائی ہین تو خدا جانے پہر قرآن شریف کیون کر معجزہ رکہی گا شاید قرآن آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزارون برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہوجاتا ہو اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی ورعالم و مفسر کا ہی قول ہے کیون کہ اوسکی سند پیش کرنی پڑیگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور ات کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکہاتی ہین آپ فرمایئے سوائے مما الہمنی ربی کے کیا سند لاتی ہین پہر ہی صوفیہ زبانہ حال یہ چار حرف سناتے ہین **قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ دشمن کا نام شیطان قوۃ علم وعقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ ہے اقول** قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پہر خدا کیونکر پاسورہ سجود ہوسکتی ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نحن نسبح بحمدک و نقدس لک اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ ہی فرماتے ہین کہ فرشتے غل مچایا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسماء اشیا خدا سے سیکہ کر بیان کیے تہے اور وہی کہنے لگے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم الآیۃ پہر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہوسکتی ہین اور یہ ہی نہین ہوسکتا کہ وہی لفظ ملایکہ کا معنی حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوسکی تحریر مین اقرار کر چکے ہین کہ جب آدم رات کی دائی سی بہی چہوٹے تہے تب ہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تہین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بہی اپنا کام کرر ہی ہین ذرا بہی خطا نہ کرتی تہین صرف ایک قوة کام مین نہ تہی تو پہر اونہین
قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوة پہلے سے شیطان بنی ہوئی تہی
اوسکی نسبت أبىٰ واستكبر حکم کے بعد فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور سب سے زیادہ حیرت
انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرہ ممنوعہ قوۂ علم و عقل کو ٹہیرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرة المنتہیٰ
کو شجرہ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹہیر اوسکی
جڑ مین سے دو نہرین چہوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہوئی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ توراۃ
کی کی ہے اور جب سدرة المنتہیٰ شجرہ علم خیر و شر ٹہیرا اور وہ زمین مین تہا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم
خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چہوٹی
کہان سے آتین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین
تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متعذر تہے لہذا معنی
مجازی سے قوای انسانی مراد لینگی اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ
آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹہیریگا پہر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہو سکتی ہے لا يعلم تاويله الا الله الحاصل
بہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بہی مان لین تب بہی تفسیر حضور کی قطعی
نہ ہوگی فتدبر قوله یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پہر اونکو صورت
پر جواب ہی بنایا جواب لقد خلقناكم ثم صورناكم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ بہی
نہایت باریک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا
نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بہی واقع ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو نہر وہی
سوال ہے جو سابقاً گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب ترائب کا تہا اور کسکے رحم مین قرار
پایا تہا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچہ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تہا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکہا ہے ۱۲ لغایت ۲۲ خدا تعالے نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح
کہ آدم کو پیدا کیا تہا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تا کہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ
یہ تقریر حضور کی بلا تکبر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا
بہی آپکا انکار ہی تہا اب آپ خیال فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ کے

چھپاٹے اوپر ہنگی سے بہی باریک تہی پہلے اونکا نطفے مین وجود قائم کیا پہر صورت آدم وحوا کی بہی
جیسا کہ تمام بنی آدم کا حال ہی کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تہا تو مطابقت جواب کی سوال کیساتہ ضرور ہی اگر آدم کو حوا کا
مستثنے کرنا منظور ہوتا تو صاف فرماتے کہ میرا یہ حال ہی اور حوا بہی قاعدہ عام سے مستثنے ہی بیٹا تمہارے سوال کا جواب
ایک قسم کا نہین ہو سکتا ہی کہین کہین پہیر پہیر کر دینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے جائز ہی شاید اسمقام پر
جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکہ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنے پاس بیٹہا ہوا پایا اور
پوچہا کہ تم کون ہو وہ بولی بہائی میرا نام حوا ہے اس سے نکلتا ہی کہ وہ جوان پیدا ہوئی تہین کیونکہ اونکو دیکہکر آدم کو
ایسی ہنسی آئی کہ اوچہلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر خاکسار یہ عرض کریگا
کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پہر صورت پکڑنا اور چہوٹے سے بڑا ہونا اپنا اور حوا کا
موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبہی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے
ملاقات ہوئی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچہ چارہ نہین ہے
کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے
یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو ہنسی
نے خیال نہین کیا وہ تو اُدّو اُدّواری اُدّا اُدّجی کہتے ہین اور تالیان بجانے اور ناچنے کودنے مین مست
ہو رہے ہے اور میری طبیعت بہی اوسی حالت کو سیکہنے مین مصروف تہی چنانچہ جناب سید علی صاحب کی تحریر
اقسام مجازات مین مین نے دیکہی تو خود بہی خط مین لکہہ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بہی کہ نہ ہنسنے لگا
مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانور کے
محض بے عقل تہے پہر کیونکر بی بی حوا کو دیکہتے ہی معرفت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور بلا اختیار
تالیان بجاکر ایسے وقت گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابہی تو علم بدن
چہپانے کا بہی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جائے علم ازلی و ابدی ہونے
خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قویٰ سے ہے مگر ہر قوۃ اپنا
کام جدا جدا کر رہی ہے الخ اقول سلّمنا کہ انسان معجون مرکب ہے مگر بعد ترکیب معجون
کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین پہر اوسنے بحث کیا آئی سے یہی معجون ایک
خاصیت اور مزاج پیدا کرلیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق فاروق مین جو مثلاً افیمی بہی

داخل ہے وہ سمیت دکہاتا رہتا ہے ہرگز نہیں بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علیحدہ علیحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیہ مین انا تم
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے تم انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کر
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہی معنی ہونگے انا خیر منا فافہم دوم انسان مع انکے تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اور نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی الی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی و اعضا و حواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقہ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجموعہ کا متغائر
فی المادہ نہین ہوسکتا تو تلتنی من نار و خلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما العلم الفطین لجنسوم امر سجود کا کوئی وقت تو آپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم و تعین کیساتہ معین نہین کر سکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیہ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرلو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلقتہ تعدیل اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت بین بلوغ آدم پر
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہدیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان پر اصل خدشہ
اور ہی کچہ ہے لینے امر و نہی جسپر ثواب و عذاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا جونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نرکہتی
تہی تو امر سجود گو خود بہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی رجیم
اور ملعون ہوکر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہوچکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الٰہی پورا ہو
اس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہے اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کا اجماع ثبت

کا نام وہ ابلیس کہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہین ہے تو اب ضرور ہی کہ وجود خارجی لیسا
بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس یعنے قوت آدم کا مان لیجیے جیسا کہ ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قویٰ سبعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکہہ چکے ہین لا یعصون
اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی بہی ملائکہ قوی کے ساتہ
مامور بسجود تہی یا نہ تہی شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بہی مراد
ہون اور مجازی بہی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا نے تبیین الکلام مین مطابقت درمیان توریت
کی اس آیہ سے کرچکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشراً من صلصال من حماء مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تیرے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤن گا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پہر جب ٹہیک بنا چکون اوسکو اور پہونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ عرشیات کا وجود قبل وجود
ذاتی نہ تہا صاحب قویٰ کے اور کے وقت معدوم مطلق تہا تو قویٰ کیون کر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق توریت کی اور تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہو سکیگی اور یہی ارشاد
ہو جاتے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا تعذر واقع ہوا آیا اونکا بہی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہ بہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بنائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتے مدعی
و مدعا علیہ بنکر آئے تہے اور حضرت ابراہیم کے گہر جو فرشتے آئے اور گہی مین ملا ہوا بچہرا کہانے
سے انکار کیا تہا اور پہر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قویٰ انسانی اپنی ضروری سمجہی گئی ہین بہر کیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل رہتا تہا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرۂ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوائی آدم ہی ٹہہرا دین اور اپنی بات پر بلا وجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین و کافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قویٰ ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہوناچاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین سے کہ خوا
بحالہم رہینگے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جائیگی ان اللہ لا یخلف المیعاد اور
باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بچ رہینگے وہ متردد رہا ٹھیرینگے دیکھا چاہیے دوزخ مین جاوینگے
یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ وجنت سے بھی منکر ہین تو تنعیم و تعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے
اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بھی ایک انسان کامل کی تین
اقسام ہوکر معاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری نعم اگر تفرق اتصال آپکے نزدیک درست
نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو نہین نہین خلاف تیرے کے اور
علیحدہ علیحدہ تنعیم و تعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت سے
اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹھیریگا اور شیطان بھی کہ جزو لاینفک اوسکا ہے
لبعض ہی داخل جنت ہیگا علے ہذا القیاس قوت ملکی جو معصوم و مغفور ہین دوزخیوں کے ساتھ داخل
نار ہونگے وفیہ ما فیہ اور یہ بھی ہوسکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدی کو
پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے چونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر
سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان مخلد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا آپ خاکسار آپ سے برہان طلب
کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجا لانا قوی انسانی کا اور اطاعت
انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیے ہین اور کس لغت کی کتاب
مین دیکھے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تھا مگر وقت واحد
وفیہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا خدمت ملائکہ کا ٹھیرا مگر قوی
ملکی بقول آپکے آدم کے روز ولادت وقت واحدہ سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے
تھین اور قوت بہیمہ سرکشی ہمیشہ کرتی تھی پہر کیا وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطلوب
ہوسکیگا علے ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا
مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تھی فاخرج منہا عجب حکم ہے اور خروج کے معنی
سرکشی کے بھی قابل تماشا اہل علم مین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بھی حضور کو
بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم و عقل و

سامنے پیش کی تھی اور یہ کہا گیا کہ اے ست لوگو آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینی پر عمل نہ کیا اور علم
و عقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرہ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ و عرفانی ہے اور
علم و عقل پر عمل کرنے کا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ مجرد پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہیں یہ افادہ نہیں کیا ہے کہ پہلے بھی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جس وقت
ہم پیش کریں تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرہ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم اوسکو
جواب میں لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت میں مذکور نہیں ہے اور یہ بھی نہیں
ہوسکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کر کے پوچھے کہ لوگے یا نہیں مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہاں لونگا اور اوسی وقت عمرو آن واحد میں بھول بھی جاے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہیں ہے تو ہر صحیح المزاج حالم الاسباب قوی
الحافظہ کے محالات عادیہ میں ضرور داخل ہے اب ارشاد فرمائیے کہ معنی اس آیت کے کیونکر
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگے وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ہ
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہہ دیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ہ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہونا آدم و حوا کا بہشت میں قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ اے آدم و حوا سکونت اختیار
کرو بہشت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت
میں رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخر کار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کے
کھانے سے ہمیشہ زندہ رہوگے اور گویا فرشتہ ہوجاؤگے خدا کی قسم میں تمہارے حق میں نیک
صلاح دیتا ہوں چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کھانے شجرہ کی ہی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا یہی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہوگیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء و خلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب کا آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت میں ہونا آدم کا تسلیم نہیں
کرتے ہیں نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہاں مانتے ہیں وہی سوال و جواب قوت علم و عقل کا قصہ

بنا رہے ہین تو تطبیق اندا نفسی کا متعذر ہے کما لا یخفی قولہ بعض روایتوں میں جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بہی وہی قوہ مصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرماکر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین تصریح ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب اخذ کرکے قوہ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری و مسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین بہی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلعم وہو الصادق والمصدق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اہل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل النار فیدخلہا وان احدکم لیعمل بعمل اہل النار حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اہل الجنۃ فیدخلہا

متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ماں کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پہر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے اور پہر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پہر بہیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتھ چار چیزون کے پہر لکہتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور شقی اور سعید ہونا پہر پہونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لاشریک کی قسم ہے بعض انسان عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتہ بہر جنت اوس سے رہ جاتی ہے کہ سبقت لیجاتی ہے اوس پر سرگذشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس کو ہاتہ بہر رہ جاتی ہے پہر سبقت لیجاتی ہے اوس پر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے اور داخل ہوتا ہے جنت میں فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام نوروں کی
مدار نجات وعذاب کار کہا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکھ دیتے اور اس حدیث سے
بھی اتفاق کر دیتے خیر اب سنیے اور بالفرض تسلیم اس حدیث کی جو حضرت ثابت کرنا چاہتے ہین کیا
قباحت ہے کہ قوت مقصودہ سے عمل کرانا اور اوسکو بند دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جس سے
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے ملائک بھی اوس سے متعلق ہین فکذا ہذا قولہ جس قوۃ کو ہم تحریک دیا چاہتے ہیں جو
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان بردار ہے اسی کا
نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بھی قوت
ایسی نہین ہے جو سرکش ٹھہرائی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہے
پھر بھی کرتا ہے مگر یہ بھی کہ نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکھو بعض دفعہ
ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچھا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچاتا ہے وکذلک عکسہ تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجھنا چاہیے اور اس باب مین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پھر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی
جو عقل کو دشمنی سے ہمیشہ دھوکا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر کبھی صادق نہ آوے
گی کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہوجاویگی اور دشمن و مخالف مزاج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بھی مجازی
سمجھی ہو جیسا سارا طومار مجاز کا کھل رہا ہے تو پھر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
ہی کہ دیجیے سب قصہ ختم ہی ہوجاوے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکھی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کر دیجیے

کہ ہر ایک قوت یا البعض بدون البعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور اون مین سے
ہر ایک یا البعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قوی سے نہو اور خود انسان ہی اسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش مین سرکشی کی قوت علحدہ مثل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوی نہ کا مصداق نہین ہے کیونکہ قوی
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور
خواہ مخواہ فرمائے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بدو پیدائش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بار بار
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوتیني کہنے کی سن بلوغ مین عرض علم کے وقت کچھ بھی نہین
ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قوی کے معنی اور تعریف غالباً نہین جانتے
ہین یا تجاہل کر رہے ہین تب تو بعض قوی کا اختیار انسان سے خارج ہونا اور دشمن صریح
قرار دینا یقینی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر مجکو یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کر کے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع
بحث مین فرماتے ہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی الخ بلکہ جب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو تبیین الکلام مین ایک جگہ صفحہ
۲۳ مین یہ عبارت پاتے ہین قوای بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہین
اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہ اوسی تبیین الکلام مین صفحہ ۱۵۳
مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کبھی اوسکے اثرات کو بطور وجود دینے تعبیر کیا جاتا ہے
اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوای بھی متعدد ہین اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جنکا ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالی نے فرمایا ہے وہ متعدد ابلیس
حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہوے ہون حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہین دیتا ہے وہین اوسی فعلیہ البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائے جاوین

اور اوسکے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا او سکے تب ہی تو اوفق آیات قرآن کا مضمون درست ہوتا ہے کہ تاثیر
تعین موثر نہیں ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ماحصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر جلانا
تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا بھی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوا کی قوت موہومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بھی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام قاتل اور مخرب ہے یعنی سبب اغوا و جدا د
بنی آدم کرتے ہین پھر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و ترتیب محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیون کر لشکر ٹھہریگا لا محالہ دونون تفسیر
مخالف ہے تفسیر صحیح مجازی کی بھی نہین ٹہری آپ مہربانی فرماکر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کر کے ساتھ دلیل فارغ عن الاحتمال کی بیان کر کے اپنے دعوی کو ثابت
فرما دین اور ہمکو یہ بھی بتا دین کہ تمام آیۃ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشہ علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ اِنکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکھتی ہے و دونہ خرط القتاد قولہ بہار
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اول
ہی باقی قوتین اوس سے چھوٹی ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے حرارت غریزیہ
کی آگ مراد نہین ہے اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ وہ کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکھی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بھی کوئی خاص قوت کیسی ایسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتہ روح کے ہو جسپر تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہو
اور اطاعت سے باہر رہتی ہو اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور اونکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انعقاد ترکیب جسمانی قوی موہومہ کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لیا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر جز
تو اوسپر تعریف جسم کی کسواسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین ماعدای قوای ملکی و شیطانی انکی بجاے
حضور والا کی جسم حضرت آدم کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہ ہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے گو بغیر قوی کے جسم کیون نہ رہ جاے مگر پھر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کسواسطے صادق ہو انکا کہ خلقتہ من طین و خلقتہ من طین یا نطفہ من ارو خلقتنی من نار چھٹے
وہ سرجوش حرارت غریزی کا کیا جز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین سرجوش لدمس حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کے پاس ہے پہلے تو مہربانی کر کے حرارت غریزی کا ہین جدید
ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد پھر جوش بتائیے پھر یہ ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو کر بنتی ہین افسوس یہ ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف
بھی شاید نہین جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو جی مین آتا ہے بے تکلف ارشاد
ہوتا چلا جاتا ہے کاش کسی طب کی کتاب مین تعریف حرارت غریزی اور قوی کی دیکھ لیتی سوا ازین کیا دلیل
ہے کہ بشرط التسلیم سرجوش کی ایک ہی قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت بھی ساتوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی رہتی ہین یہ تحت و فوق باعتبار محل و مقام کی ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار افضلیت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے لانسلم کہ قوت عقل و علم بھی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہین ورنہ
تکالیف شرعیہ باقی نہ رہین نہ قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
ابتک کوئی برہان نہین پاتے ہین کہ قوت علم و عقل وغیرہ اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم ذہبی نے اونکو کیا وساوس مین مبتلا کر دیا تھا تو ہین آپ نے
تو فرمایا تھا کہ آدم کو صرف علم اسمار کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات و نکتہ

بہت سے اہتمام سے آپکو کہان سے سکہاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل
دسوین آپ نے یہ نہین لکہا ہے کہ نار حقیقی کی سرخی ش سے قوت بہیمیہ بنی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کرکے معنی قرآن
کے بیان کیجیے کیا رہوین مولویصاحب کو چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار سے
خارج نہ سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ وجود جن و ابلیس بہی طیار ہونا کچہ بعید نہ تہا مگر جدا ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ سے مستخرج ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کریگی بہر کیف مجازی اور محتاج دلیل اور محض تو ہمی ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارت لاتی یا چولہے مین جای یا اپنی گرمی دکہاتی موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو بالاتفاق جمہور اہل اسلام کے اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ بر طبق وساوس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑگئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف وظرائف کہاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہلاتے ہین اب آپ یہ ارشاد فرماتے کہ سرکش ہونا قوت کا مرادٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کی
تو پہر واستکبر کے کیا معنی لیے جاینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے لیجئے اب یہ معنی آیتہ کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اون ملائکہ مین واستکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہوجاینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہ کر تفسیر

بیان فرمایئے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیئے کہ انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر
جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قویٰ کا انسان خود مالک

و مختار ہے اور اونکو کام مین لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نماننا بتایا گیا ہے
اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا معلوم ہوا
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہوگا نتیجہ سوال کا تو یہ تہا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑہے
ہوجاؤ مگر پہر نابالغ ہی رہو حالانکہ قوت علم و عقل بہی مان کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا اور تمام
قوی قبل بلوغ بہی اپنا اپنا کام کررہی تہین اور اطاعت آدم مین جبلی آئی تہین اور جسکو خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تہا اور اپنا نائب کیا تہا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تہا جو اور کسی مخلوق مین نہ تہا تو پہر خود ہی اوس علم و عقل کا
بخش کرنا اور منع بہی کردینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغویات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہوسکتی ہے
گنہگار ہونا کیسا رضاء الہی کا موقع تہا تو پہر کیونکر ہم مان لین کہ واداجان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہوسکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل
سوال کا یہ جواب بہ ہیات دیا کہ انسان اپنی قوی پر قادر تہا لہذا اس بلوغ مین اونکو استعمال
کرکے گنہگار ہوگیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر پوچہا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا
اور خاصہ و لازمہ انسانی سے کسواسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہوسکتا ہے اور جو فعل پہلے سے موجود تہا اوسکا پہر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہوگا جواب یہی
کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہوگیا کوئی پوچہے کہ وہ جوان کیونکر
نہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف مالا یطاق
مین گرفتار رہتا آتا خقل حیران ہے کہ آدم وہمی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجہنے کا شعور نہ تہا
تسیر معارف و حقائق سکہانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹہے
خیر آدم خیالی تو مجبور ہوتے مگر دیکہیے کہ جناب مخاطب اوسکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہوکر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا دکہاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی البطن امہ الشقی من شقی فی البطن امہ تنہا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول بہا

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو اون الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب مجیب
آپ نے ضرور سمجھ لی ہوگی تبھی تو زور شور سے فرماتے ہین کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
مین بھی مشتاق ہون کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے اوسکے
ذریعہ سے ہمکو بھی ایک فائدہ حاصل ہو جاویگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مشکوک ہے تو
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرمادیا غالبا موضوعات ابن جوزی و
تخریجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب حالی نے ضرور دیکھی ہونگی اوسے
حال کھل جاویگا فافہم ولاتکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کرکے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کرکے مین یہ عرض کرتا ہون کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ مین آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہین رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر مین آپکا غالبا یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض سننے کے لائق ہے اور
اوسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے مچھلی کو مخشت بتایا تھا الاختیار بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنی جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بُری یہان تک کہ
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقونکا حسن عاشقونکا عشق
شاعرونکی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر سب وہ اپنے مان کے پیٹ ہی مین سے
لیکر نکلے ہین وہ سب باتین اون سبکے واسطے لازمی ہین اور سبکے ہوکے رہ نہین سکتی ہین
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی ملخصا اب آگے
چلکر حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنی انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام مین لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام مین لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین انسان کی نجات منحصر
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوای ہمیشہ اوسپر غالب ہین اور قوای ملکیہ کمزور تو وہ

کر ذر قوی کو بخور سے اونکو بہی کام مین لاتا رہے بہی گناہونکا علاج اور توبہ اور کفارہ
ہے اب مجکو حضور کی خدمت مین کئی التماس ہین اولاً قول بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
ٹہرا کر مردود سمجہا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہو چکے ہین تو
جس آدم وہمی کا تالیان بجانا اور ناچنا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم پر عبث افتخار ہے کیونکہ
عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ہاتہ مین لیجیے چنانچہ تبیین الکلام کے صفحہ ۲۷ مین یہ عبارت ہے کہ ہم
مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا سرانجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرماتے کہ بین الجبر والاختیار اور کسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کر کے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لینا پڑیگا قد ہر ثانیاً آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچہ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک خواہ بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے مان کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی و ضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام مین لانا
یا نہ لانا بہی مان کے پیٹ سے لاویگا پہر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت و زہد خواہ عصیان و فسق سب کچہ ساتہ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضروری
ولازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری ولازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا وکلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا ولا ینکس کیف لا خود حضور والا نے
جب معارف وحقائق آدم وہمی سے سیکہے تو ارشاد فرمایا کہ ہم بہی ان حقائق ومعارف کا
آپکی زبان مبارک سے سنتا اپنی مان کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے بلفظہ جب یہ حال ہی
کہ کسی سے ہمکلام ہونا و ہم و خیال مین بہی لبطن مادر مین مقدر ہوگیا تہا اور اوسکا ظہور
لازمی تہا تو پہر قواے بدنی کا کلیۃً کام مین لانا نہ لانا کیون نہ ساتہ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹہرایا جائیگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قوی پر
اختیار دیا جاتا ہے کسی پر [illegible] زنات [illegible] لامحالہ [illegible] مجف [illegible] ہنا دیا اور آنکو ایجا

حاصل یہ کام [illegible] دیتے ہیں کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جسوقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد و عابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہینگی اور ممکن ہے
کہ دونوں قوتوں کا ایک ہی وقت میں استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی وہو محال
اور آپ یہ نہیں کہ سکتے کہ ایک ہی وقت میں دونوں قوای متضادہ کے استعمال پر قادر نہیں ہے کیونکہ
شروع بحث میں بغیر کسی استثناء و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کی ہیں کہ قوای انسان کو دی
گئی ہیں وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اونسکو خود کام میں لاسکتا ہے جسقدر قوی ہیں ہمیشہ
وہی کام کرتی ہیں جسکے لیے مخلوق ہیں فافہم رابعاً جب نجات و درکات ایمان و کفر و زہد و فسق
آپکے اصول پر نہیں ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام میں لانا بھی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہوجائیگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل
وہ دونوں کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہیں نہ اختیاری انسان کی ہیں خامساً آپ فرماتے
ہیں کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہوں اور ملکیہ مغلوب ہوں تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بھی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرماتے کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہوگیا
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور میں آیا تو کیا یہ فعل حسن ذریعہ بھی
بچا لیگا اور نجات دلادیگا اور یہ بھی آپ نہیں کہ سکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور ہی تک آتی ہے
مگر کفر و شرک تک نہیں پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بنادے اور قرآن شریف میں صاف وارد ہے إِنَّ اللَّهَ لَا
يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ پھر قوی ملکیہ کے ذرہ کا استعمال
بے فائدہ ہوا سادساً آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ شقی و سعید بطن مادر میں ہوچکتا ہے اور انبیاء
فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الماء والطین سعداء یوں کہتے ہیں انا سعید و آدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی و آدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا سعید و آدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری ہونا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوگئی ہو [illegible] بھی نہیں سکتا ہے

پھر استعمال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایجاد لیبق کا کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا وہ ہی بحث جبر و قدر اپنی
اپنے حال پر باقی ہی جسکو مشکلین لکھتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجھتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہوگئے وگر ہیچ جب کسی طرف سے نجات
نملیگی تو آخر حضور کو وہ ہی کہنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچھے سے ہاتھ لاکر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر و قدر کا نہایت آسانی سے طے کر دینگے پردہ مین اوسی
وہمی کا جواب جو حضور نے مان لیا تھا وہ تو غلط ٹھہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر مدید خود بخود بے اصل ٹھر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا والحمد لله
علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگر یہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان و کفر کا عدم نجات کا تو ذکر
نہین کیا ہے بلکہ صرف عبادت و فسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابھی سر اوٹھانے کی جگہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص مین لفظ ایمان و کفر کا نہین لکہا مگر مین ثابت
کر چکا ہون کہ آپنے شقی و سعید و مومن و کافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جبلی
اور مادر زاد اور لازم الوقوع قبول کیے ہین تو کچھ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نرہی گی بلکہ ایمان و کفر
بہی وسی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بھی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر ہی
لانا ہی کام نہین ہے بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشا ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو ہمنے دکھایا
ہے تو آپ کی زبان قلم سے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چھوٹ گیا تو کچھ فائدہ آپکو نہ دیگا اور
مفر نملیگا اور جب ہمنے جبر محض ہی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی
صانع کے انسان کو اپنی قوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہے جو استعمال ہی کرنا تھا تو ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید و انا شقی پکارتا تھا اور سر گذشت آدم کا سننا بہی ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا تھا فائدہ و ہمکو اصل مسئلہ جبر و قدر کی بحث صرف اسواسطے لکھنی پڑی کہ مخاطب الامر آنجناب
نے کچھ نیا خیال بنا کر دعوی کیا تھا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہو گیا حالانکہ اور بھی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام
لکھنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بھی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہی ہے نہ تدبیر قول آدم
کا تائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابات کی قسم سے ہے کسی

فرشتے کیسی تکرار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق
ہین لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اور تعلیم اسمار سے مراد ملکہ
علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وجود ملائکہ سے بہی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلیگا
جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجھ لیجئے کہ ایسے فرشتے
جیسے قرآن مین مذکور ہین اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً الخ
اور پہر مزید فیہ یہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتونکی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ
مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو بہی ظاہر سے صرف کرکے قوای انسان پر جمادیا اور قوی کو ملائکہ
حقیقی بہی ٹہرادیا مگر پہر ہم یہ بہی دیکہتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بہی خود بدولت کی تحریر
سے نکلتا ہے مثلاً فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتونکا

بہی مقدور نہین کیونکہ اونمین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اسکو خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہ سلسلہ
کے ساتھ یہ مذکور ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْہَا الی قولہ تعالی
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ الخ سوال جواب فرشتونکا ساتہ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا
اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی
ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پہر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور شروع
آیت کا مضمون قوی سلبیہ کے ساتہ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب
مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہین ہے تو پہر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی
پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب
کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم ویسے ہی سے کے مسجود ہون کی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجہے
ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچہین اور کس سے
گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچہ غرض رکہی ہے نہ اپنی قول کی سند مین
کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکہتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لَا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ کو بڑ
وہاں قوی انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح نہاد راو وہاں بغیر سبق ذکر قوی کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان میں ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہیں
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے ٹراین تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام و تعجب کے تہا یعنی ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو انکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادۂ خاک سے جو امور ہیں
وہ لوازم مادۂ نور سے برتر نہیں ہیں پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے گر مشت خاک تقتضی
تکمیل و اشرفیت کی ہوگی اور زمین میں فساد و خونریزی واقع ہونے لگی کی لہذا تعجب کر کے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہیں ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ اے رب تو کسطرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہیں لاتا تب عرض کیا کہ
ہاں مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچھتا ہوں آیات قرآنی میں اس قسم کے امور مذکور ہیں
اسی واسطے خدا تعالے نے فرشتوں پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ میں سب کچھ
جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کر دینے کی یہ صورت کر دی کہ آدم کو علم اسما
عنایت فرما کر ثابت کر دیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر میں عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام میں اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیروں کو نہیں پڑہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہیں اور باعث
ضلالت سمجھتے ہیں اور خود ہی اپنی اوہام و ظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہشیاروں سے تشبیہ دیتے
ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اب آگے رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام ہر چیز کا
اسطرح نہیں سکہاتی جیسے اتالیق بچوں کو سکہاتی ہے بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسمار کا علم نہ حقائق
اشیا کا مجکو معلوم نہوا کہ حقیقت اشیا سے کیا مراد رکہی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ و مجاز بنا
سے ہے ہیں حقائق اشیا میں خدا جانے کیا فرماوینگے خیر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ
صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اوسکا کیونکر ہوگا اور یہی التماس ہے کہ علم اسما کا

بغیر تعلیم ہے کیونکہ مراد ہو سکتا ہے اور مسمی کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو عرضہم علی الملائکۃ
اور انبئونی باسماء ہؤلاء کے کیا معنی ہیں اور پھر اس حیلہ کی کیا مراد ہے یا آدم انبئہم باسمائہم
یہ ضمیریں کسکی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر بیان لیا ہو گیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تھی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے نہونا اس نحن فیہ سے خارج ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول اور ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کر لیں کہ
حقیقت اشیاء کی نہیں بتائی تھی تب بھی اسماء کی لفظ ملکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بھی قوی
کی بیان کر رہے ہیں اور خدا کے پیر کی نیابت اور کا لفظ جو لکھا ہے اور خلافت خدا کی ذات کی
ساتھ کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے
نہ ہمیں الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہیں الخ اقول آپ تو بالکل الٹی تقریر کرتے
ہیں اگر خدا کو وہی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ تھا جسکو ہم
وہی بیان کر کے اسکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات میں ظاہر نہ کر سکے خدا جانے آپ
ہر مقام میں نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کچھ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اب تک اختیار کیے ہیں وہ کیونکر قانون فطرت کے خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس نیچرل است کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
وماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی اقول محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوتی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار ہے کما مر اقولہ کچھ صفات
اوسکے قرآن اور روایت سے پائی جاتی ہیں بڑی صفت یہ ہے کہ وہ مغوی
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فبعزتک لاغوینہم اجمعین الخ اقول ہاں یہی صفت

اوسکی ہے اور انہ عدو مضل مبین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کے ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوتے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
**قولہ یہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول** ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہ کر عین انسان قرار دیجیے خواہ ذات
سمجہکر لاحول پڑہیے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو [illegible] کلام
ہے **قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول** ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی و خیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس البصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین و جن کو صورت
انسان و حیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہ بہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا **قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی داڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول**
اوس قوت کے متعلق ہم مجمل جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہ [illegible]
کی داڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہوجاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاویگی پہر اونکی
داڑہی اگر ہاتہ مین آوے یا گال لعل ہو جاوی تو آپ کے اصول پر کچھ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی ہین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبھی امین نرہین آپ سمجھتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکھنے مین کیا حکمت
تہی الخ اقول آپ بیٹھے تو ہین بنارس مین مگر لندن کے حساب مشرق و مغرب کا کر رہے ہین
مشرقی علوم جو قرآن وحدیث وتفسیر واصول وفقہ وکلام وعقائد اہل اسلام مین اون سے آپکو
نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجھتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے نہ حاصل کرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ وفلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چاروں طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن وحدیث
کو بہی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک قسم کے علوم مین
بہی پوری استعداد ہوتی تو کچھ کر دکہاتی بعض متنفر لوگون کی بہی تقلید کچھ کچھ یا تو نہین اختیار کی یا طبیعیہ
کیطرف بہی رجوع کیا تہوڑا اسپر کی بہی بدلی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا آخیر ہی خطا معاف مہ حضور نے
عقائد اہل اسلام لکھنے شروع کیے لوگ خوش ہوتے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑ گئے
کہ شریک باری کے امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری الٰہی متکلمین پر افسوس ہے پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجھے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت ضعف کے ساتہ بیان کرکے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان شبہہ
ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکھتے ہین اور سمجھتے ہین جو خیال مین
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی وابدی ہو الخ معصما اس شبہہ کے کوئی
نتیجہ کچھ بہی قدرت نہ پاتی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس شبہہ کا

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہیں ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود ہے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسبت
نہیں ہے مولانا روم نے اوسکے حق میں نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود پای چوبین سخت بی تمکین بود ۔ یقین کے لیے ضرور ہے کہ شخص اول اسبات کا یقین
دلائے کہ درحقیقت ایسا ہی دوسرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت یہ کہے کہ خدا کی
توحید ثابت نہیں بلکہ وہمی و فرضی باتوں سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا
الخ بلفظہ مختصراً خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تھا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جا بجا نیچر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز ہی نہیں رہی تھی معقول ہی معقول پکارے جاتے تھے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب سلیا خیر سے عقلیہ و فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہیں ہے مولوی روم صاحب کے قدموں پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تھا تو صاف
لکھدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا این شور اشوری یا این بے نمکی اس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث میں لکھی ہے ذرا یاد رکھیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق رد و قدح
کیا کرتے ہیں اب میں بھی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوتا تھا اب میں پوچھتا ہوں کہ معترض ممکن ہونا شریک الباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بھی
اس خوبی کے ساتھ کہ حضور کو اگر نہ دکھا دے تو جو ثابت ہو جاوے فرماتے آپ نے تبیین الکلام میں
اقرار کیا ہے یا نہیں کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہیں ہے اور ہو چکے ہیں جسکا انکار نہیں ہو سکتا
کیوں نہیں فرمایا ہو کہ اگر دو خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونوں کا
ناقص ہونا اپنے تکمیل ذات میں خواہ معدوم ہو سکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونوں کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گور کندہ اور گھڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد ہو

عجیب تقریر ہے جائز ہے کہ ایک گھڑی کے پرزے متعدد کاریگر بلکہ بیشمار ہوں اور جست ہیں
سب برابر ہوں فقد بر معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرتا تھا اور ممکن الوجود ثابت
کرتا تھا سو اوس قدر کو آپنے خوشی سے تسلیم کر لیا پھر جو کچھ بحث کی وہ بھی منقول و معاد ورد عقلی الطال
پر تمام ہو گئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہو جاوی نہیں ہو سکتا تھا جواب سے قاصر
مضطر ہو کر آمنا صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہیں ہے کہ امتناع شریک باری
کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکھدین اور اصل مقصود سے بُعد واقع
ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب او
اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجھتے ہیں اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہیں جب
ہم مسلمانوں کا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدانخواستہ
ہوگئے تو پھر اچھے خاصے منکر معجزات و معاد ہو جاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر
ہم اکریگا جسمین معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل ہیں نکلیگا تو مغربی
تعلیم یافتہ لوگوں سے پوچھتے پھرینگے وہ فرماوینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو بھلوگ خدا
جانے کس تذبذب کیتو میں گر پڑینگے فرمائیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپکے خیالات
سے اصول کا جواب کہاں سے لکھا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا بھی ایک حکیم نیچرل اسٹ
ٹھہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا
آنا کیونکر محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون مانے گا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے
شق القمر واقع ہو سکے یا وہ باتیں صحیح ہوں جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتھ موافقت
نہیں رکھتی ہیں مثلاً قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بھر کھانے سے ہزار آدمی سیر ہوکر
نہیں کھا سکتے ہیں خصوصاً ایسی حالت ہیں کہ وہ کھانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے
ابھی بچہ نہیں دیا ہے وہ دودھ دیسکے یا جانور انسان کا سا کلام کر سکیں یا پلک مارنے میں
بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہو جاوے یا پتھر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا
کسی انسان کی مسخر ہو جاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیر ذلک من المعجزات نہیں
معلوم یہ سب کچھ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہیں فرماتے ہیں اور

ابھی مسلمانونکو نہین ٹہرکاتے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ رجوع لادین در پردہ تو آپ سب کچھ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کھینچ بلاتے ہین اور ینی امی پر نیچر کی پابندی جماتے ہین تو تھوڑا عرصہ نگذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی حرص ہوا مین گرفتار ہین قید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی مین عقلیات کو دخل دینا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر کی منکر شریعت بن جاوینگے خصوصًا جس وقت کتب دین و ایمان کی جگہہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی ٹھہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے رسول مقبول کیون حکیم نیچرل است ہونگے کسی ایک حدیث مین نفرمایا کہ توہی ملکی وشیطانی کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور آمی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تھے اور بربلا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تھے سامعین حیران تھے کہ جو شخص خود امی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہو اور اگر نیچرل است ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات نہ تھی ہزارون نیچرل است گذرے ہین اور ہوجاوینگے ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہوسکے گا ہر ایک حکیم نیچرل است نبوت کا مصداق ہوجاویگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کے سرچشمہ کا پانی ہمین جہ جای جاری رکھنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے کہ انکو بھی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین اور جس علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز نہین ہوسکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لیا ہے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابھی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا الخ حقیقت پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلا ہے

سمجھایا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹھہریگا آپنے ابتک ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتھ
معادات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسب
پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پھر کیا فائدہ ہے کہ اپنے خیالات و توہمات پر
آپکو جزم و یقین جو کچھ ہو جاوے وہ مان لیا جاوے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور اسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظاہر الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پھر آپکے مخترعات کو صرف ماعبر
کہدینا تو غنیمت تھا یون کرنا چاہیے تھا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعیہ یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا ہو جو عقل کو زائل کر دے مگر خمر قلیل جو فتور
عقل پیدا نکرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور رکھا جائیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ استعارہ
اور مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتھ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پھر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بھی کوئی آیت نص نہ ٹھہری بلکہ آدم کا وجود بھی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام تصویر آدم
کی اور ساری تفصیل اونکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوٰۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بھی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بھی منصوص نہوگی اور اونکا تاول

وسکو معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع اُمت کی ملاکر دیکھیے اور ادائہ عینیہ سے
چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی کہ کسی
لفظ بر بنا ظاہر کی صادق آویگی قولہ ہی لیسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا بہ نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کو آتا ہے وہ اپنے معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کی صحیح ہو خود حضور معلی نے تبین الکلام کے صفحہ ۲۶۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس درس کی لیوان تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تہی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسی کی
معرفت سے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز ہی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات سب جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہما
سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہین ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مشابہت
نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصراً غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال ربک مین کیا شک رہ گیا ہان بوجہ
آلات متکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹہریگا اور کیا فرمایئن گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳۱ مین لکھ چکے ہین کہ
ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اوسمین بالذات ایک ورمعجزہ فصاحت کا بہی مقصود
تہا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ بہی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگونکو پڑہ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجہا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکی لفظ ہی خدا سے سبے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بہی حقیقت آپ ہی نے
تبین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکہا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی

کی صورت مین نمکو اوسے اور خدا کا پیغام پہونچاوسے اور اس قول کی تائید مین آنا فرشتہ کا اور
کلام کرنا حضرت مریم سے کے ساتھ آیت قرآنی سے لکہا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیونکر
حقیقی نہوگا اور شیطان کا کلام بہی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار
نہین ہے اور شیطان بہی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بہی باعتبار ذات آدم کے حقیقی
ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے
تو وجود واجب الوجود کو بہی غالبا مجازی سمجہے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بہی معنی مجازی پر محمول
نہین ہے مثلا اگر بقول جناب کے لاوکلو کا لگایا ہوا نہ تہا مگر لاوکلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تہا
جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہین کہ طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے
کہ جنت کے پتون سے بدن کو چہپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آتے فرض کیا کہ آدم
بقول حضور کے باغ دنیا مین تہے مگر وہین درخت بہی تہے جنکے پتون سے بدن چہپایا
پہر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی
درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکہتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے
پہر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی
لکہنا ہم مناسب سمجہتے ہین کہ الفاظ آیت قرانی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین مگر قرآن شریف
مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تہا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ مین
کس کے ساتہ مماثلت تہی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تہے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت
یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکہین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب
نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور
چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تہا اور تجربہ جدید
سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاوے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے
کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تہی کہ قوت عالم کو بڑہاتی تہی بہر کیف نام رکہنا کسی موجود حقیقی کا
باعتبار مناسبت صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین
مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکہتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کی

اکثر مخالف ہوتے ہین اور خواص بھی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت
اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکمای قدیم وجدید نام
بھی رکھدیتے ہین مثلاً اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خدا نے خاصیت
دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسماء سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہت باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بھی حقیقت اصل شجرہ سے انکار کچھ واسطہ
نہین ہے اور ایسا ہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی او شجرہ طوبیٰ وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیتہ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بھی محمول ہون تو پھر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی
ٹھہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکھی ہے وہ تو الفاظ آیتہ سے کسیطرح مطابقت
نہین رکھتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسی طرح
حال قال ابلیس کا بصیغہ واحد اور آدم وحوا کا بصیغۂ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تھا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا او
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکھی ہے
وہ قوت بہیمہ آدم سے متعلق ہے نہ قوہ حوا سے بلکہ حوا کا صغر سن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اوسکے سامنے بھی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اوسکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۂ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بھی اغوا کیا بلکہ تعیین الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کھایا تھا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمہ نے آدم کو اغوا کیا
تو فرض کرتے ہیں کہ کبھی ایکنفس کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے اور ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کرکے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرماتے یا یون فرماتے

کہ مردود ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا گو وہ سجدہ بمعنی تشریعہ حضور ہی کیون نہ ہو تسلیم نمایان مین ضمیر
واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذی علم کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی آیۃ مین جس جگہ دو آدم
مراد ہے وہان صیغہ واحد کا مستعمل ہوا اور جس جگہ دو مراد ہے وہان صیغہ تثنیہ کا آوے یہ بھی معنی
خلاف اوسکے مراد لیے جاوین اسی طرح شجرہ کا لفظ بہ صیغہ واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیہ یا جمع کی نہین
آئی ہے اگر سن بلوغ تک پہونچکر آدم گنہگار ہونا و شجرہ سے مراد دو قوۃ علم و عقل کی ٹھرائی جاوین
تو دو شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیہ سے کے خلاف ہے اور یہ تاویل تحلیل جو حضور
کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اسواسطے صحیح ہوگا کہ علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت
بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا پیش کیا جانا روبرو آدم کے مراد ہوگا اسکی
نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور کمال اجمال
کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہین
ہے بلکہ بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ اگر مثلا قوۃ واہمہ و حافظہ وغیرہ
بیکار ہون تو مجرد قوۃ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے
کہ بعض قوی کے فقدان سے عقل ہی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم
و ملزوم ضرور ماننے پڑینگی اور لازم کا لازم بھی لازم ہوگا پھر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہین رہتی ہے
صرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے کہ سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹھہر جاوے
اور شجرہ علم کو ساتھ عقل کے چسپان کر دیا جاوے اگر تنہا شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر تحریر مین قصور
واقع ہوتا تھا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہ کی کما لا یخفی علی ادنی تامل
قولہ کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما سواتہما سے حضرت آدم کی اپنی اپنی گول
گول چیز دکھائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکھائی دینی لگی الخ اقول خود جناب مصنف
آپ نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۵۱ مین لکھا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ جب آدم
و حوا نے اوس درخت مین سے کھایا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ کھانے ہی سے
منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے بھی منع ہوتا تو مجرد پاس جانے کے کھانے سے پہلے اونکی
برہنگی ظاہر ہو جاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ تحت

اور بسیار خلاف تہذیب اخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہیں اور دواب تحریر
عالمانہ کیا ہے شاید اسی کا نام ہے جب حضرت آدم وحوا اور بابا و جناب بی
تو اون کی نسبت فحش اور تہتم سے حضور والا کو دریغ نہیں ہے تو ایک پرچہ میں جو بحث کو
چکلا اور چوروں کو سبیان اور امور معاد کو جا بجا تحریف اپنے کسی دوست کے نام سے
چھپوایا ہے کس حساب و کتاب میں ہو گا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول میں خود بدولت
بہی پہلے شریک ہوں اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کریں اور حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان میں فحش کلام لکہکر خوش ہوں ترسیر افتخار کیا جاوے
اور منکرین اہل اسلام پر طعن و تعریض کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ ہمکو بولنا حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
وہ متعلق معنی و مراد لفظ سواتہما کے نہیں ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی الکلام
فرج الرجل والمرءة وذلک لان ظہورہ یسوء الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما
کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلک الثوب فذلک قولہ تعالی فلما ذاقا الشجرۃ
بدت لہما سواتہما انتہی بلفظہ اتنے پردہ فاش ہو گیا کہ تفسیر کبیر سے جناب ہی کا مراد سے
مراد عورۃ ہے ہاں مراد اغوا سے ابلیس کی یہ تہی کہ آدم وحوا کو ذلت و نقص منزلت و
زوال منصب لاحق حال ہو جاوے اور کچہ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہیں ہے
بلکہ بخاری نے بہی اپنی صحیح میں جو تفسیر اپنے اسناد سے لکہی ہے وسکے یہ الفاظ ہیں یونقان
الورق و یخصفان یخصفہ الی بعض سواتہما کنایہ عن فرجہما و متاع الی حین ہہنا الی یوم القیامۃ
الخ اور عبارات تفسیر کبیر سے وہ شبہ بہی حضور کا رفع ہو گیا جو فرمایا ہے کہ کہا گیا ہوں کہانا اور کہا
برہنہ ہونا ظاہر ہو گیا کہ برہنگی بسبب عصیان کے ہوئی کہ حلہ جنت بدن سے اوتر گئے تو ایک
ستعا و باقی رہ گیا جیسے نشتے اوڑاسے جاتے ہیں فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ جنت
ہی مراد لیجاوے تب بہی مجازی معنی کسواسطے ٹہہرینگے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں یہ معنی حقیقی ہیں
اور مراد یہ ہے کہ کہل گئے عیب آدم وحوا کے اور وجہ کہل جانے عیب کی دونوں کا باہم سے
ہم مطابق کر دینگے یعنی عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہو جانا اور پتوں سے بدن کا چہپانا آہ

بالمقابلہ شیطان علیہ ما یستحق ردی الخ تو غیر سے بھی ثابت ہوا تو یہی حسب ظاہر سب ثابت ہوا
اور جب عریان کا بھی خود محتاج ثبوت نہیں ہے جسکے واسطے عصیہ آدم پر لغوی وارد
ہے پہر نہیں معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بھی کس طرح صادق آئینگے قولہ اسی
سورہ میں آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الایۃ و یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الایۃ الخ اقول دونون آیتین ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپ کی مراد حاصل
نہیں ہوتی تفسیر معالم التنزیل میں پہلی آیۃ کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ ایام جاہلیت میں برہنہ
ہوکر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تھے اور کہتے تہے کہ نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا یعنی ہم
طواف نہ کرینگے کپڑون کے ساتھ جنمیں نافرمانی کی ہے خدا کی اوس رسم کو خدا تعالے نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکھایا کہ تمکو لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی عورات کو چھپاؤ
اور بال و زینت بھی دیا گیا ہے اور سب سے اچھا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا اسکے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہیں ہو سکتے ہیں پہر اس آیۃ کا
تذکرہ بھی عبث تھا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیۃ کے وہ تو بالکل ہماری ہی دلیل ہے
یعنے خدا تعالے خبر دیتا ہے کہ ای اولاد آدم کہیں تمکو گمراہ نہ کردے شیطان جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ کہل جاوین اونکی
عورات چنانچہ تفسیر معالم میں ہے ای لیری کل واحد سواۃ الآخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکہین یعنے تبیین الکلام میں برہنگی کا آپ بھی لفظ لکہ چکے ہیں
کما مر سابقا تو پہر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذلک اگر کہل جانا عیب کا بھی مراد ہو تب
بھی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسیمین ہم تقریر
لکہہ چکے ہیں قولہ اگر قرآن کے یہ معنی لیے جاوین تو مجبوری کہنا پڑیگا سخن فہمی عالم بالا معلوم شد
حضرت کو ہیکڑ بولتی بھی نہین آتی چہ جای خدای الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی حامی ملت نیچریہ
خوب ہی کہل کہیلے صاف صاف خدا تعالی کی شان میں اپنے مکنونات خاطر کہ لکہنے لگے اور سب
و شتم سے کہیلنے لگے واہ رے تہذیب الاخلاق اور کیا کہنا ہے اس سبیل الرشاد و تعلیم مغربیہ
روشنی جدید کا کیا اچھی ہدایت تو یہی ہمہ ہی ہے بہلا اور کچہ نہ سہی ہوکر اوسنے تو آپ کی تقلید ہے

لوگ بیگانہ جادو سینگے خیر حضرت آپ چاہین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہرا دین چاہین فہم سے
نرے بہرہ بتا دین ہمارا تو وہی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن وانس سمجھتے ہین اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تہا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا مین
اوترنے کا ہوا تو جامہ بہشتی کیونکر باقی رہ سکتا تہا نہ یہ امر بہی سمجھنے اور ڈرانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہو گئی چہ جائے اجتہاد و ایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت و آدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پہر آیات کو نصوص کہنا بیجا ہے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت وملائکہ وابلیس بہی منصوص ہے ہان اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بہی لی گئی ہو اور ایلبم مین رکہدی جاوی
تو بیشک نص نہین ہے مگر پہر بہی حضور سے یہ پوچھا جائیگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہان مین بہول گیا ما النبی ربی کے ذریعے سے تشخیص ہو گئی ہے **قولہ**
یہ سب مضامین نیچریہ ہین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کر کر ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑہے اوسیطرح ایک دانا
نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کر کے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونو کو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹہاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبون کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقررات ومسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہ رہی مگر جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچر آپکی
مطابقت معنی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہو گی مہربانی کر کے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتا دیجیے ورنہ بمجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور ابتک اپنے دین سے
بہی ناواقف ہین چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجہکر آپنے تشبیہ دی ہے کیونکہ باقرار سرکار کے لاحول پڑہنا شیطان رجیم پر لعنت
تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاحول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح
شیطان کی دم کے واسطے سوزن تہا آپ یا سوختگی کی بدحواسی ہو گی مگر تو الگ جناب سید صاحب حالی کو یاد نہ رہا تفسیر الکلام

کے صفحہ ۱۵۳ مین فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہین اور ہم خود ہی رحمان ہین بلفظہٖ اور افادات
جدیدہ مین جوکچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست
مبارک مین آجاتی ہے اور اپنا ہی گال لال ہوجاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی
تشبیہات سے یاد فرماتے ہین تو تسبیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا
فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجھتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا
جزو لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تسبیح کو تشبیہ
دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بہی ضروری ہی لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف
ظرائف مین بہی ثابت ہوگیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہوگیا فافہم قولہ اگر اسکا نام بدعت
ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ اقول شر الامور محدثاتہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت
کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خود ہی مطابق کرلین کہ بدعت ہے یا ہدایت
لوگون سے پوچھنے کی کیا حاجت ہے قولہ علمای سابقین نے مصلحتاً یہ اسرار ظاہر نہین کیا الخ
اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم غالباً مجالِ نیچری مین داخل ہوگی یا شاید ملت
نیچریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیجیے
مگر اپنی بہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵ مین دکہاتے
ہین جسمین آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے بسبب تحریک قوای
بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام
کو اس بات سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسانمین ہے اور جو
اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت
کیا جاوے انتہی بلفظہٖ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے
پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۲۴ مین
جو لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرمایئے حضرت مسیح نے بہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن
اور رات امتحان مین ڈالے گئے بلفظہٖ اب تو کچہ شبہہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت بہیمیہ نتہی جسکا وجود ہی
مفقود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہوگا جسکے وجود خارجی کے انکار پر جناب عالی

مستعد ہوتے ہیں اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہو جاتا اس سے زیادہ کیا بحث بس کیجائی
الحمد للہ علی احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیوں کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت منہ لکھا
الخ اقول آپ خود نیچرل انسٹ ہیں تو حرام و حلال و ذبیحہ و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو چیز عقلاً مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو مذہب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کہاں رہتی ہے اور تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بھی عبث ہے
کیسی حدیث سنن ابی داود کی اور کہاں کی آیت قرآن مجید کی نیچرل انسٹ صاحبوں کی فتاویٰ
پر عمل ہوگا پھر مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور حلال کر سکتے ہیں + کچھ اور
امر وہی تو آتا نہیں مگر یہ زاہد جسے حرام کہے وہ حلال ہے تنبیہ ہمارے جناب مخاطب کے دستورات
و معمولات اس قابل ہیں کہ انکا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام تالیفات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہیں تو اپنے ہی اصول سے ابھی
کنارا کرتے ہیں مثلاً پہلے دعویٰ تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علمای دین و اہل سیر کے
ہیں تھے کہ اجماع امت و اقوال صحابہ و تابعین بھی ہم نہ مانیں گے اور کسی کی تقلید نہ کرینگے جیسا کہ
رسالہ تبریۃ الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بھی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو تفسیر
لکھی ہیں تو یہودیوں سے سن سنا کر لکھے ہیں یا اپنے جی سے جوڑے ہیں یا روایات بے اصل کو
جمع کر لیا ہے اور سیرت کی کتابیں تو مہابھارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہیں ہیں اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علمای دین کا دیتے ہیں یا اخبار صحیح الاسناد کو بھی پیش کرتے ہیں
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائز الخطا محض اندھا پن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذلک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کتب سماویہ
سابق پر ہمارا معنوی اعتقاد ہے تو تبیین الکلام میں تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے بہتات تحریفات
کی بلکہ معتزلہ وغیرہ متقدمین سب کے بھی اقوال اپنی سند میں پیش کیے اور اکثر جگہ لکھا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہیں اور فلاں لقب کے اس قول میں طرفدار ہیں اور بعض متقدمین

مین حوالہ تک نہین دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی ہے سبب ہم یہ عرض کرینگے
کہ آپنے بھی مقبولہ و مستندہ عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو دیکھیے ترجیح
کہ کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہین کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹ مین آپکی
مستندہ اور مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے لیجیے آپ نے لکھا ہے
اسکی صحت پر ہمارے بیان کی کتابون کے بموجب ایک یہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہے کہ قابیل نے
بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلیے مین یہ
بود کو زمین فارس کے کہتا ہون تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تو وہ
بھاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پھر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ
کہا گئی اوسکا سبب یہ تہا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تہا الخ بلفظہ اہل انصاف غور فرماوین
کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل مین
کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفرماوینگے کہ ہان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبولہ ہے
اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہرکیف یہ حال ہمارے جناب
مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دے رکھی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی نہ ہو بلکہ
محض قول کسی شاعر کا بہی ہو تو اوسکو بہی بے تکلف قبول کرکے حوالہ دیتے ہین مگر ہم مسلمانون
کی زبان بند کر دینے کیواسطے کیسی کیسی تاکیدین ترک تقلید و غیرہ کی ہوتی ہین تاکہ مذہب نیچریہ کا
رواج ہوکر ملت اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بہول گئے ہونگے کہ جناب
عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام مین خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمین ارشاد فرمایا کہ نوشیروان
جو ایک آتش پرست بادشاہ تہا مگر عادل اوسکے عہد مین ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بہی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ آپ کوئی پوچھے کہ اس حدیث
کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس موٴنہ سے دعوی اجتہاد ہوتا ہے و ترک تقلید و اتباع
اشخاص جائز الخطا پر طعن و تشنیع کا حوصلہ کیون پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کرکے ہمکو اپنی حدیث مستدل
کی سند عنایت کیجیے اور قواعد محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدا نخواستہ ہملوگ ایسا بیان کرتے
تو پہر دیکھتے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

ملتبکو اُمقعد ہ من النار س زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ
درست ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور کیا کسی سنے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا
ہوگا کہ مورخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جسنے کہ ایک مورخ
سنے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکھا تھا اوسکے قول کو بھی ابتدائی تہائی
مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کرکے اوسکو مطابق کردیا حالانکہ یہ جواب سکتی
تھے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات بعض
اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نامشروع و مخالف عقائد اسلام خود اسلام
سے بے علاقہ ہین مذہب اوسکا نام نہین ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہین
مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف
یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز
حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نتھی بلکہ
ذکر بھی نتھا حضرت سنے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کردی اور مذہب حق سے
شرمانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکھا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ
دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہکو بھی مجتہد سمجھکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری
باطل اور باعث ضلالت ٹھہرائینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاتے
اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور یہہ شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے
استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تھے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت
نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کی
عبارت نقل کرکے اپنا استخراج صحیح کرین چہ جای نص قطعی آنحضرت احادیث کا ذکر ہوا اونمین
صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے
چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی مدح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکھی جاتی ہے لہذا اونہین کی
کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی دی ہے
کہ وہ صورتین بھی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بھی آجاتی ہین اسیواسطے رسول

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسکے ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان سر قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ ونحو ذلک من نسبۃ بعض الافعال
الی الشیاطین علی ما فہمنی ربی تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہا اللہ تعالی علی ان یتشکلوا فی ابصار الناس
ولابصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طارئۃ علیہم فی وقت التشکل [illegible]
بلفظہ اور کیا کسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب مین اور طعام اہل کتاب کی بحث مین جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ تقریر
ہرگز دعوی کے مطابق نہین ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہین شاذ قول بے اصل بلا سند بھی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بھی ملجای غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ واقع
ہوتا ہے تو اپنی بری منک پکارتا ہے دوم ہمارے جناب مخاطب کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکہتے ہین جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی [illegible]
بھی اون رسوم آبائی مین داخل ہے جو نہایت خراب ہین اور جو شخص پکا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بھی متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول الفاظ بھی لکھدیتے ہین جس سے
مفر باقی رہے تاکہ صاف کہدین کہ ہم تو مخالف شرع امور کی تردید کرتے ہین اور متعصب
اوسکو سمجھتے ہین جو احکام خدا و رسول کا پابند نہو اور بدعت وشرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام مین یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف مراد ہے حضرت انکو
تعین بتاتے ہین تو خدا جانے کیا فرماتے ہین کوئی سمجھتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچرل [illegible] کے [illegible]
سب امور کو بدعت ٹہراتے ہین کوئی کہتا ہے نہین خفی امور نامشروع کو برا سمجھاتے ہین
ایسی حالت مین واب تحریر سے بعید تہا کہ بالعموم طعن وتشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے چنانچہ عجیب قسم کی عبارتین دیکھنے مین آتی ہین علی ہذا القیاس
پیری و مریدی پر در پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کر کے ایسی تقریر کرتے
ہین کہ مرشدین طریقت مکار و دغاباز دشمن ایمان و بندہ درہم قرار پاتے ہین اور کثرت عبادت

واذکار واشغال ونوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظرون سے گرنے لگے وقعت بلکہ شب
شہر جاوین کا او سین بہی بازی کر بزر کر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی واکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہین حالانکہ خود ہی سمجھتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے کیونکہ صاف نہین سکتے جانتے ہین کہ فی زمانہ
ضرورت تحصیل علوم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت ومنطق کی تحصیل ہوتی تہی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پہر بہی اپنے علوم دینی تفسیر وحدیث وفقہ واصول وطریقہ ذکر وشغل و
ذالک وعبادات واخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور تبعات
صالحات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کہ فی زمانہ بعض اشخاص متصوف بہی ہین نہ صوفیہ حقیقی
کہ بمقتضای ظن المؤمنین خیرا ہر شخص کے پوستین مین پڑنا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر + توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد + جو امر خلاف شرع ہوا وس سے پرہیز کرو
اور شرک وبدعت وفساد وعقائد سے بچو ہر شخص کے دہوکے مین بہی نہ آیا کرو کیونکہ بعض نے ریا
بہی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکہاتے ہین کہ اچہا خاصا ملحد وزندیق بناتے ہین
بہرحال ایک عام اعتراض نکال رکہا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہین لہذا جاہل اور جانور اور بدعقیدہ اور مکار اور وحشی اور ضال ومضل ہین غور کیجیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت وقانون قدرت و نیچر مسلمانون
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبہی ارشاد ہوتا
ہے کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبہی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول وفروع نیچرل
تہیالجی کے صاف نہین لکہتے نہ یہ بیان کرتے ہین کہ موجد ومقتدای نیچرل کے کون لوگ تہے
غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانونکو پہلے سے معلوم ہوجائیگا کہ
نیچرل تہیالجی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تہے اور بعض خدا کے منکر تہے
اور محض عقلی حسن وقبح کے تابع تہے اور بعث ونشر وحساب وکتاب وعذاب وثواب کے بہی منکر
تہے اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تہے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی لاحول
بہیجین گے اور کان لگاکر بہی نہ سنین گے اسیواسطے پہلے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے دلین
حضرت جمارہے ہین کہ دوسری تہذیب اور ملت کی بات نہ سنی اور اپنی ہی عقیدہ پر اڑجانا

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی سبب لجہ جہ اس الیقار وسوسہ سے فراغت پائی تو وقعت
وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتہ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانی کی
تلقین شروع ہوئی تا کہ پابندی شریعت و اتباع سنت جو سدراہ ہے ٹوٹ جاوے اور بہ تحفظ
رغبت ترقی دنیا و حب جاہ وحظ نفسانی و افتخار شرکت قومی اس قابل بنا وے کہ آیندہ غرض
اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخر کار وہ شبہہ بہی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت
ونار و عذاب و ثواب خوف ورجا کا لگا ہوا ہے کبہی کسیکی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور
کرکے چہپائی جاتی ہے کبہی در پردہ خود بہی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس
قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ و مسلمات و مقررات مذہبیہ و حقیقت معاد کے
احکام سے بیگانہ ہو جاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا و رسول پر رہا جاتا تہا اوسکے باب مین
ارشاد ہوا کہ رسول بہی نیچرل اسٹ تہے اور عقل بہی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا بہی تو
علت العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان
جو آزادنش اور قیود شرعیہ سے بہاگنے والے تہے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب و خوف کفر و محرمات و منہیات کے احکام سے نجات
ملی اور عقل بہی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہو کر
کمیٹی سے اچہا برا ٹہہرا دین وہ ٹہیک ہے کہان کے ابوحنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد
و فقہ و اصول و تفسیر و حدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی ہے مگر بیچ بعض ہنوز مسلمین
گہبرانے لگے ہین کہ نیچرل تو یا الہی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب و سنت و اجماع امت
بہی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام
ہوگا شامت نفس سے ہزاروں مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہو سکتے جاتے ہین
مگر اب تو دہریہ و ملحد و زندیق صاف صاف ہو جاینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام
کا نپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہین اسلام قائم رہے کہیں ہمارا
مذہب بہی برہمو سماج کا سا نہو جای آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت
خیر الفاتحین +

## فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل نہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین
اور تائید مذہب نیچری کی کر رہے ہین اور اوسکو ابھی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پاتے
ہم اوسکو کسی قدر بیان کر دین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی
کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکھتا ہون ۔ مخلوق وکائنات علت
ومعلول علت اول سلسلۃ العلل خالق علت حقیقی ہستی جسکو دنیا پر مالک سمجھتے ہین قوت وخواص اشیاء
مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم وعالم دستور پیدائش و
قدرت خواص انتظام عالم واقعیت وحقیقت اشیاء خواہش طبعی اصلی مادہ اشیاء
ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ وانداز حالات وحرکات
وتاثیرات موجودات علم طبعی اور اسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے
مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب ۔
نیچرل ایبین مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین ومتاخرین کا
اصل طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی وابدی ہے گو
اوسکی تشخیصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی
وابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم وخواص اشیاء ودستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن
نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء ومادہ وجود اشیاء وانتظام تمام عالم وحقیقت
موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اپنے اقوال وعقائد مین
اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ والیہین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانی
ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کر کے عالم کو ازلی وابدی وغیر
مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی ہدایت ایک علت
اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل و علت نامہ علت
اول سمجھو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول
متعلق ہونے علت آخری اور اسی طرح ہر ایک معلول وعلت کے ظہور مین آنکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کو تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالا بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق ہو اور علت ہر معلول کی سمجھی جاے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تہی اور عالم کو لم یزل ولایزال ٹھہراتی تہی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین کرتی تہی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تہا کہ روح بادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تہے اسقدر کہتے تہے کہ بعد مرنیکے کچہ نہ کچہ انسان کے واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تہے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہین ہین مگر فنا ہوجانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث ونشر وحشر اجساد وحساب کتاب و عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تہی اور بعضے تناسخ کے قائل تہے مگر یہ نہین جانتے تہے کہ کس جانور کا جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام ومعجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت وانتظام عالم تہا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تہا کہ جو چیز انسان کے حق مین واسطے تفریح طبع وحظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلا مفید ہے وہ ہی اختیار کرنی چاہیے اور جو کچہ عقلا مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجہنی چاہیے اور چونکہ حسن وقبح افعال کا مدار ٹھہرا عقل انسانی پر تہا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے حسن وقبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپسمین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچہ اقتضا ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچہ جبلت انسان کی طبیعت چاہی وہ ہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تہے اور چونکہ باریتعالی کی احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تہے لہذا لذت پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے تہے اور بعض شخص اس قسم کے تہے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجہتے تہے اور خود بہی منتظر الہام کی رہتی تہی اور جب یہ حال اونکا تہا تو حکماء عیسائی بہی اوس ملت نیچریہ کے باب مین دو قسم ہو گی بعضے بلی حیلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجہکر کہنے لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہوکر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہو گیا اب بتاع شریعت موسوی کا نظاہر ضرور نہ رہا روحانی تربیت باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام واحکام انبیا کے اور فلاسفہ کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کرکے اونکی الحاد وزندقت وکفریات سنے نفرت کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کرکے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الہی کا محتاج ہے اور الہام ووحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بہی مختلف طور کی تقریرین لکھتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زماننا شمار لا کہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلستان کے چہیاسی ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج علمیہ وقواعد عقلیہ پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی بہی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم کا اتباع بہی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین اگر وہ بہی منصوبہ باندہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بہی ویساہی بنا دین لیکن اگر پہلے ہی صاف صاف فرمانے لگتے تو پورا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات ومسلمات مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تہا لہذا آپہی خدا کو علت اولی اور رسول کو نیچرل اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی وتعصب قرار دیتے ہین اور علم اصول وتفسیر وحدیث وفقہ وتقلید واعتماد اقوال علماء دین وزہد وعبادت وغیرہ کا اچہی طرح استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین بہی چہپاتے ہین جنمین احکام اخروی وحقیقت معاد وجنت ونار وغیرہ سب باطل سمجہہ جاوین اس تمہید کو خیال کیجیے کہ تو تہر نے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبہالا اور ایڈیٹین نے نہایت مفید اخبار جاری کیا ہم بہی وہی کر رہے ہین حالانکہ تو تہر وہ شخص ہے جسنے دین پر دشمنٹ

بجائے رومن کتہیلک کے جاری کرنے مین کوشش کی تہی اور ایڈیشن مصر
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہے نہ وہ معتقد
مسلم النبوت امر دین ہین ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بہی سات اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیا کی دربارۂ نجات
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی انٹرنس پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپیکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے وگرہیچ فرض کیا کہ اپنے
اخبار مین ہرقسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے تو کس کام کے ہین بہتیرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالباً ایڈیشن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیشن کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جسطرح لوتہر نے بنا دین پروٹسٹنٹ قائم کردیا حضور بہی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کتہیلک کے سمجہکر ملت نیچریہ براہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہم لوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیمہ کے دام سے محفوظ
رہا اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہونچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا ہر چند
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی تتاع
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجای نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری نظر مین کچہ حقیقت رکہتی ہو
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین نیچر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہنا پڑا
اسٹارو صاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگونکو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بتقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو
نیک پاک اور بہادر بناسکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پروری اور دریوزہ
وضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر ناپسند ہو

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معترف اور خدا کی تعلیم کے محتاج رہے ہین کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہٖ خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب ہوئی ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ اخروی کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راستباز ہو سکتا ہے اور انسان کی بھلائی کن بات مین ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کم زور تحقیق کرنے والون کی رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف ہو لیے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہلچل آوازین نیچے سے اوپر کو جاتی ہین پس ایسی حالت مین کہ آفتاب کلام الٰہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی کی پیروی کیا کرے انتہی محصلاً و مختصراً و مترجماً از کتاب ہارن صاحب نٹرکسن تو اسکے [illegible] افسوس صد افسوس کہ نیچر خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین سراسیمہ و نیز [illegible] یہ نہین جانتے کہ نجات کسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور نہ یہ کیا ہے اور سزا و جزا کس چیز کا نام ہے اگر تسلیم کیا جاوی کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے تو ممکن نہین کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار نکیا ہوگا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے بطلان پر بھی اقرار نکیا ہو سقراط اور پلیٹو جو بڑے فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جاوی گی گو ہماری عقل تعلقات اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر یہ دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادون کو جو ہر ایک کام مین مخفی ہے چھپا نہین سکتی جو کچھ فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی ہے — اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جاوی تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نامتناہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تہے جنکی پیروی سے بنا گناہ عظیم سے بہر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تہا
کوئی منکر تہا کوئی بہت سے خدا مانتا تہا جسکو ہوائی یا جنی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تہا کوئی خدا کو
جسمانی اور مادی کہتا تہا اور اوسکو جوہر کے ساتہ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجہتا تہا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجہتا تہا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تہے
فیلسوف ظاہر اسلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تہے اور اوسہی کی پیروی کرتے تہے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تہے اور بت خانون مین عبادت کو جاتے تہے چونکہ
علم پیدائش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب سے نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قادر لایزال قرار دیتے تہے بعض اوسکی پیدائش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتے
تہے اور بعض جو عالم کی ہدایت کی قائل تہے وہ نہین جانتے تہے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہین جانتے تہے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوتی وہ نہین جانتے تہے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہ سے
بچنے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تہی اور نہین جانتے تہے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر ٹہراتے
تہے اتنا فرق تہا کہ معبودونکی لیاقت جبلی اور اپنی کسبی کہتے تہے سسرو کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تہا کہ نیکی ہی خاص
بہلائی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تہا کہ حالت مصیبت مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزونکو انسانکی خوشی کی بنا سمجہتا تہا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
لیتا تہا جب ونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہون گے — بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و بے
بنیاد تہا ارسطالیس کی پیرو روح کا بعد موت کے قایم رہنا نہین ٹہہراتے ہین اور بہت
سے فیلسوف کی بہی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے ... اسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچہہ کہا ... [illegible]

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ بہت جلد انکے پاس جاؤنگا
اور ایسے حاکمون کے پاس جو سراسر نیک ہین مگر یہ امر یقیناً نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جائز ہو تو اعتقاد اکہتا ہون امید رکہتا ہون کہ کسی قدر اونکی لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہی ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتہ طے ہوجائیگی اسپیرد کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رای دیچکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انمین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انمین
سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلائل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلجمعی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رای سزا وجزا کی نسبت کیونکر صاف ہوسکتی
وہ فلاسفہ شہوات نفسانی کی پورا کرنے کو برملا سکہاتے تہے ارستس حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کی جائز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو سترہوین صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی وابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ سراسر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بنیاد عقل کی
قرار دیتا ہے مسٹر ہانس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودگی
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا سے
مگر جو شے مادی نہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفسبری کہتا ہے کہ نجات ایکسنی شے
کی بات ہے اور الہام بہی ایسا ہی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر تنڈل کہتا ہے کہ مذہب بجز ایسا صاف وعمدہ ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوئی جیسے خدا کی نہین ہوئی
ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین مسٹر جیب کہتا ہے کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا نا ترسی اور ناشکری خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک لیڈ بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خوب روشن
ہے مگر بہت لوگ اس سے لا علم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی اومنگ و رقویٰ او۔ نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محجوبظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہے
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بھی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے ڈیوڈ ہیوم جو اٹھارہوین صدی مین تھا کہتا ہے علت و معلول
مین کسی قسم کا لگاو نہین خیال علت اول کے تعلق کا ایک ستور کی بات ہے ورنہ تجربہ سے
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کر سکتے ہین کہ جب ایک نتیجہ ایک وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہو اگرچہ خلقت کے طریقے سے ایک قسم علت اول کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کسی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوائے جسمانی کا نیکی مین اور زنا کرنا بشرط مقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے رائج
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈاکٹر ادر ڈوایڈمی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ سب ہے
تھے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تھے گو
خدا کا ذکر کرتے تھے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تھی مگر عالم سے بے علاقہ
جانتی تھی روح کو مادی سمجھتے تھے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تھے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تھے واکٹر ہلوشیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجھتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے روسو سی اس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچھا سمجھتی ہے تو بہتر ہے برا سمجھتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹھہراتا
تھا انتہی مختصراً منتخباً و محصلاً ملخصاً اور کتاب نیچرل تھیالوجی مولفہ ڈاکٹر چامرس صاحب مین
بحوالہ ڈائلکس نیچرل ریلیجن بعض نیچرل اسٹ کا یہ قول لکھا ہے کہ جہانتک ہمکو اتبک علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم مین بھی ویسا ہی نہین
ہو سکتا جو ایک ذہنی اور عقلی خدا سے ہو سکتا ہے یہ بات سوچنی کچھ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب و انتظام عالم کو پیدا کر سکتی ہے بہ نسبت اس خیال
کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونون
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکھتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بھی ایک دوسرا سبب و رعالم ماننا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایت
تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا او جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہونچ گیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جای مگر جب ہم
اس ازلی عالم سے آگے قدم رکھو گے تو تمکو استدلال کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبھی ختم نہو
خیالات متفرق و اصول جدا گانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جہان کی ترتیب خصوص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہوجاتی ہی جیسا عالم کر وجود کر واسطے اثبات
ویساہی علۃ العلل کیواسطے بہی ہی اور اگر دونوں کی ترتیب مساوی ہی تو علت بہی مساوی ہوسکتی ہے انتہی
محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکہی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے
کہ جہان کی بدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی بدایت نہیں
ہے تعدہ باب نقائص و فوائد نیچرل الیچن مین لکہتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات
خدا کی ہم پاسکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکے
سوا یہ نہین پاسکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بہی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری
صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بہی
ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہ سکتے ہین کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر جگہ نیکی کی طرف
رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بہرا
ہوا نہین ہوسکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہوسکتی ہے مگر یہ کہا جائیگا کہ یا تو وہ
رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بہی ہم ٹہیک نہین پاتے ہین آدمی کی
ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہمکو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر
نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اشٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت
کی برائی اور بہلائی کو تولے تو بہلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بہی دخل دیتے
ہین تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکہا دین مگر ہم لوگ اوسکا فیصلہ نہین کرسکتے کیونکہ ہم کچہ
نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بہاری ہے حساب تا
بہی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بہی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ
یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہتری
زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہوسکتی
ہے الخ بطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچر اسٹ کے توہمات کا کہان تک بیان
کیا جائے ڈرانا جو کیفیت ہے وہ سُن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قومون مین ایسے ہی خیالات عقلیہ
و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقہ کی نوبت پہونچی ہے لیجیے مسٹر کارپنٹر صاحب

صاحب ممبر پالیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہند ڈیبیٹریٹ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۱ء کے
کالم ۳ مین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہین اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ دینے نشر لاکہ اہل یوروپ جسمین انگلنڈ کے چھیاسی ہزار اور خاص لندن کے چالیس ہزار
آدمی ہین اس بات پر متعد ہو گئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہین اور بجای عقائد کے نتائج علمیہ کو اور بجاے قانون خدا کے
قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہین اونکے اصول مین حقوق
صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہین مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے
ذہنون کو کند کرتا ہے الخ مختصراً افتدوا الضرورۃ عقلای اہل اسلام تمام تقریرین تہذیب الاخلاق
کی ملا کر دیکھ لین کہ جو اقوال اون لوگون کے بیان ہوے ہین وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگون کو
جناب نیچرل اشٹ بھی کر رہے ہین یا اور کچھ ہے پہلی رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع کو
خاک مین ملایا بعدہ یقین کر کے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹھہرایا اور پھر یہ تلقین
ہوئی کہ دیگر مذاہب کو بھی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت و جمہور اہل اسلام کا اتباع بھی غیر ضروری ٹھہرایا حدیث صحاح ستہ بھی جن اصول
سے صحیح و معتمد سمجھی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیکر ماننا خواہ نماننا کسی کی
عقل پر رہ گیا علم اصول و فقہ و سیر و پابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے
سب بیکار کر دیے گئے ایک قرآن رہ گیا تہا وہ بھی تعلیم روحانی و اصول نیچرل پر مبنی
کیا ہے نہ حقیقت و ظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص جائز الخطا کی اقوال و اجتہادات و اجماع مخالط
ٹھہرائے گئے ہین قرآن شریف کا بھی ساتہ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکھنا نہایت مشکل
ہے فرائض پر عمل کیا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ مین آیات
قرآنی متشابہ اور مجمل ٹھہرینگے جب احادیث کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہو گا کہ قطعی الصدور
کوئی بھی حدیث نہین ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلین گے تو حکم ہوگا کہ اجماع
ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص ہمارے
ہم مین جیسا کہ آرٹیکل بحرۃ الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بناتے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین تو تہرثانی وایڈلسن لاثانی بنجانے پر اور مسجد دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی
اور وضع اور اخلاق و علوم و زہد و عبادت و پیری و مریدی و نشست و برخاست و تمام حالات
پر سب و شتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ جدا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب پرچے بغور
تدبر و تعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سب کے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بھروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا ہے
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی بھی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کھل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت و حالات دوزخ سے زیادہ کیا تصریح ہوگی اوسکو کسنے مانا ہے
جو کسی دوسرے حکم حرام و حلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی بعد
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن و قبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل اسٹ صاحبون سے پوچھتے پھرا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو یا ن لیجیو چاہو پھر بھی جلسہ آیندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب و تعین کو سمجھ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسے تہذیب
یافتہ قومین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین و ایمان کو سلام کرکے رخصت ہونے
آئے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اوڑادی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگادی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑادیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن بھی حجت نہیت ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹنٹ داروِن صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات کا ذکر ہے اوسمین لکہا ہے کہ آدمی پہلے جانور تہا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے انسان ہو گیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل اسٹ نے پہلے سے تمہید شروع کر دی ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جانا دنیا کے جانور ونمین اور اونمین مین رہنا ایسا بُرا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہزار تصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ تہیہ قوائے ملکی و بہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجہین کہ مذہب حق کا اثر کیا خطرۂ شیطانی ہوگا ورنہ کیا اسقدر خود حضور عالی نہین سمجہتے ہین کہ کسی کتاب علم حکمت و شریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس انسان سے رکہتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور رسوائی وسوسہ فاسدہ دلون مین ڈالنے کے اوسکا اور کچہ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوائی بہیمیہ بصیغہ جمع شیطان ٹہرایا تہا اب اچہا خاصا ایک بلبیس آدم کے جسم مین قائم کر دیا اور اُس نام کی قوت بہی پیدا کر دی قطع نظر قرآن و حدیث کے بڑا وثوق اعتماد و رسوخ عقیدت جناب عالی کو مسٹر ایڈلسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتہ نام کر کے افتخار ہوتا ہے حالانکہ اوسکا بہی کوئی قول ایسا نہین لکہا جس سے قوت مخترعہ جناب کا ثبوت دیکہا جاتا مین نے جہانتک غور کیا اسقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین ہین شریفہ و رذیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوائے بہیمیہ عداوت نفس روح سے رکہتی ہین یا اونمین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوائی مذکور کی حفاظت کرنا اور اونکے فوائد سے بقائی زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک رکن انسان کی سمجہتے ہین علیٰ ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا بہی قول ہے کسی محقق نے کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکہہ چکے ہین اور بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجہتے ہین اوسکی بہی وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کر کے خدا کی یاد سے کبہی غافل ہوتے پر انہی

ہوجاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق بہی جو دلیس
قرآن شریف مین آیا ہے اوسمین سے اسکیٹر مین ایک تقریر نمبر ۱۰ بہ دیکہی اوسکا بہی حاصل مطلب ہے
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا افعال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ پیشن سے ظہور مین آتی ہین یعنے جوش اور امنگ
سے اونکو عقل کے ساتہ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتہ ہی پیشن عقل کو او بہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بہی کردیتا ہو اور کبہی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبہی خطرہ مین پڑجاتی ہے نیچر نے
انسان کو ایک سلسلہ متوسطہ بین الملائک و البہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبہی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبہی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی و
خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بہی ایک یا دوسرا ہوجاویگا یہ خیال کرنا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکہتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ تہی اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اونکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہوجاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اکثر خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردے کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کرسکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کرسکتا ہے یہ خوبیان کون کے واسطے ایک جہوٹی روح ہین
ہمارے ساتہ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتہ مرجاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور پیشن مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین جیسے مرے

دمیں لوگوں میں اکثر پائیں زیادہ اور چھوٹوں میں کم ہوتا ہے جسمیں وہ پیشتر شدید ہوا اوسکی جوانی یا
آگ بجھ جاتی ہے اور اوسکے بڑے ہونے کی امید نہیں ہے زور کا گھٹ جانا بڑا نقص ہے
لہذا ایشین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجھا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام
کرنا چاہیے اسکول میں طالب علموں پر زیادہ سختی کرنے سے ایشین زائل ہوجاتا ہے ایشین
کی بے ترتیبی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ بار
کیونکر پیدا ہونگی بالجملہ مختصراً و محصلاً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمیہ خواہ ایشین پر کیونکر ابلیس کی
تعریف صادق آتی ہے گی جو آیات قرآنی میں مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْن
اور فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت
ایسی نہیں پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکھی ہے علاوہ اسکے جب قوائے بہیمیہ
انسان کے ساتھ مرجاتے ہیں تو آدم و حوا بھی انسانیت سے خارج نہ تھی اونکی قوت تا ایامت
زندہ نہیں رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن میں مذکور ہے اور جسنے آدم کو
اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور ایشین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کے نہیں
ہے بلکہ قوای خیر نفیسہ سے جوش کو بھی ایشین کہتے ہیں مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش
محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہیں ہوسکتی اور سالکین مسلک نیچر بھی موافقت
ساتھ ہمارے جناب نیچرل اِنسٹ کے نہیں رکھتے ہیں ہاں بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول بھی
معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کے تناسخ کے قائل تھے اسکی تائید حضور معلے سے ابھی باقی رہی
ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ میں ہو رہا ہے مخفی نہ رہے کہ
ہمارے جناب حالی نے نیچرل تھیالجی کو مسلمانوں کے دھوکا دینے کیواسطے رنگین کا لباس
بنا رکھا تھا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بھی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو بھی سب سے
یہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات میں تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وجود افلاک اور
سکون ارض اور حصر عناصر اربعہ کا اور مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
سُلٰلَةٍ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بھی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا
ہرگز قطعیات میں نہیں ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہیں ہمیشہ آپس میں رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شروع رسالہ مین کسیقدر لکہا گیا اور سکون ارض کے
باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اور عناصر اربعہ کا حصر موجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ مین کچہ بحث جاری ہے وہ مانحن فیہ سے خارج ہے پہر بہی اسقدر عرض کیجاتی ہے
کہ اپنے کلام کو ساتہ برہان کے خود مدلل فرمائیے اور زیادہ عناصر کا نام لیجیے تقلید بہی چہوڑکر تقلید قومی پر نجا سیجیے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہین ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کرنی منظور
ہو اپنی تحقیقات بیان کیجیے پہر اوسکا جواب لیجیے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان صاحب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون سمجہا ہے کسی کتاب کی عبارت بہی نقل
کیجیے اور دلائل بہی ظاہر کر دیجیے افسوس ہے کہ اقوال علمای اہل اسلام بلکہ جمہور اجماع
امت و کتاب و سنت کو تو کسی استاد مین بانبش کرنے سے قیامت نظر آتا ہے گو اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے خ ولک غیر مرکبات بسائط سوای عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجیے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کہین مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپ نے
عنصریات مین داخل نہ سمجہ لیا ہو اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکہا ہے کہ بوتلون مین بہرے
ہوے نطفے سے لیکر بچہ تک بنتے دیکہے ہین عجیب استدلال ہے خدا جانے آپ نے کیا دیکہا
ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم التشریح کے مضامین کا حوالہ دیجیے ورنہ اس قسم کے استدلال
سے ہمکو معاف کیجیے جب حضور متعلق کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ کرین اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے
ہمنے مانا کہ جناب بڑے نیچرل اسٹ ہین مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ معجزات انبیاء کے باب مین جناب
عالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہو جانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانا گو منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہا ہوگا
یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل اسٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بہی فنا ہو جانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا ما سوای مادیات و محسوسات کے غیر محسوسات
پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور مجہکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ

اور جو خارجی مانا گیا نیچرل کرسی کا بدرجہ مطابقت رکھتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب مین کیا
کہ مذاہب نیچرل سب کے علم انسانی ختم ہو گیا ہے یا آیندہ اسرار نیچر کے کھلتے جاتے ہین اگر شق اخیر صحیح ہو
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہین ہے ہر زمانہ حقیقت معنی قرآن و حدیث بین ہو سکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدایش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کر دیا ہے کہ قرآن مین نیچر انسان کا بیان ہی ہو بہت
مشتاق ہون کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہالی آمیز
کر سکتی ہے کہ انبیہ صاحب وحی تھے اگر تھے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہوجانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پہ نیچر کی کس اصول پر سمجھا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے ہی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ مین دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
ہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقاید تو پہلے بیان کر دیجیے اور یہ بھی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل شت فلاسفہ مین باہم اختلافات اقوال صحیح ہین یا نہین اگر ہین تو حضور
معتمد اور مسلم کون کون حکیم ہین اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور اون کے
اختلافات نیچرل اشت صاحبون کا کیا علاج حضور نے سمجھا ہے خود بھی تحقیق کرنا ہے یاد
ہی ایک شخص یلی جو لندن مین حضور کا دوست تہا اور سپنسر کے ذکر جسقدر تہا سب کچھ
اعتقاد درست کر گیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ مین بڑے زور شور سے لکہا ہے اور اجتہادیات صحابہ تک
بیکار ٹھہرائے ہین اور اوتنہا جانب الجہلا کے اتباع اور تقلید کا نام جاہلیت اور ضلالت ٹھہرا
آیا وہ منقولات فلاسفہ و اقوال حکما انکے باب مین نہی جاری ہے یا وہ لوگ خدا اور رسول
یتخیے و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہین کہ جنکی کتب مین جو کچھ لکہا ہو یا جنکا قول بیان ہوا
وہ اثبات و عقیدہ قائم کرنے کے لائق سمجھا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول مین واسطے تنقید
ہر نسخہ بائبل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے یا سمین سلسلہ اسناد کس واسطے ضروری
نہ سمجھا گیا اور وہ بھی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیون نہین انکو مولا و دیلمی
منصور اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہو گیا تہا اور اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجہا ہے کہ اپنی متفقین و ہم مشرب اشخاص کا اجماع لیس لائق ہے اور جا بعد
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے تا کہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نہ بچای فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہی قواعد شرعی ہین اچہہ
اور قاعدہ ہے ہمکو اونکی مسلمات کو قطعی کر دکہلائیے اور شدو لہ بہشت فرمائیے و دونہ خرط القتاد
اور میری سمجہ مین نہین آیا کہ جناب شاہ الاسلام دیباچہ خطابات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجہ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی حجتہ مطبع صفحہ ۲۱ و تہذیب اخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خداتعالی
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر و عصیان و ارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور اونکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات و کیفیات حدوث و تدابیر دفع مرض و اصلاح مزاج
عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام و خواص ادویہ مرکبہ و مفردہ و مزاج و تاثیرات و بدل و منافع و مضار
و مقدار و تعینات اوقات استعمال ادویہ و تدبیر پرہیز و انتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی ذی عقل انحراف نہین کر سکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگرچہ بہت کام آوے تو وجود باریتعالی و وحدانیت و بعض اخلاق و مناسب حال
انتظام معاشرت و تمدن و سیاست کو سمجہ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی و احکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجہ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ عقول عباد مین اختلافات کثیر واقع ہوئے ہین
یہان تک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین اثبات وجود باریتعالی و وحدانیت
و صفات باری و اخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اسٹ کے حالات جانی دو حال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت والہام الہی تا چاہیے
اس مرض اختلاف کے بہی دفع کرنیکا معالج ہوا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہنی ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر یہ مریض خود بہی علم طب کو کما حقہ سمجھا ہو تو دنیا مین بہی کسی طبیب کی حاجت نہ ہے بلکہ
ہر انسان طبیب سمجہا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الہی کا عقل سے سمجہ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر جبکہ جملہ خواص ادویہ کے نفع و ضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچہتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تہا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تہا اگر بے حکم مصاحب کے بہی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تہا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جبتک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنے طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوا دیگی وہ استعمال کیجاوے پس اوس ستول
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تشخیص پر بہی معتمد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضرور ہی کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا بہی ہو اور خود ہی خواص ادویہ
و طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول ہے
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الہی
کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا پوچہنی پڑتی اور جائز ہے کہ بسبب اختلافات رای بتانے والون کے مریض
کی مٹی خراب ہوتی پہر کیونکر وہ طبیب حاذق نہ سمجہا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاً معلوم ہی ہو جاوے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہو سکتی تہی وہ اوسی طبیب کا کام تہا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص و طرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ سب
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا

منکرین انبیا کا لسان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ نبی
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو حرام بناتا ہو اور نہ کسیکو حلال ٹہہراتا ہو بلکہ ہر چیز
قدرت نے جو اثر رکہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جاوے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت وکتاب وسنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت و حرمت
جملہ اشیاء کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیاء کو حرام
اور حلال بہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات و مصالح و حکمت الہیہ کے
بعض اشیاء بعض انبیاء کے وقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور یہ حکم
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ ہر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسرے کسی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹہہراد یتا ہے وکذا عکسہ اور صرف اثر بتا دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے
کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیاء کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہو سکتی تہے خود
حفظ کر سکتی بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض نکار و جود باریتعالی یا شرک سے حفظ صحت
کر سکتی تہی لا مرض ارتکاب امور نا مرضیہ الہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹہہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بہ سبب ناواقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت پڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین
لامحالا کوئی طبیب حاذق انکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹہہرانے کیواسطے آنا چاہیے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہو جاتا ہے اور مریض تسہیل سمجھتا ہے
بالکل ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام و ظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پھر بھی اتفاق ارا نہین ہوتا تو کیونکر ان کا بیان کہ
کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹھہرانا اور اونکین مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیاء کے ضروری ٹھہرے
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جاتا کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدہ تحیت
کہ انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب باطل ہو گئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیاء نے ایک شی کو کبھی امر ت اور کبھی باطل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپ کے مسلمہ تقریر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کسواسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کر دیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھ کر ارشاد فرمائیے کہ آپ کی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر کرنا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشٹ اکثر انبیاء کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم کو
نیچرل اشٹ سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت جانکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین آپ نہین ہی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریر
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین پوشیدہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یورپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب وہی برس کے اجرائے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہین آیندہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاتے ہین اب حضور والا کی خدمت مین کہ
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت کے

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و تقلید ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید الیقین سمجھتے ہین تاکہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک مسلم ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے مترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بھی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکواۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوۃ وغیرہ بھی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا وہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک جو کس
اصول پر قطعی ٹھہرا ہے اور اوسکی نسبت کیون کر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہین رکھی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تھا اور رجم
رجم کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین یا صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکھ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ اوس کل آزادی رای و تنقید احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل نہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بھی حرمت کسی شے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بھی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکھائیے نہ تو روایت بالمعنی ہو نہ احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی اوس کل مین لکھے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو پھر صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوۃ و زکوۃ و روزہ و حج کے اور کچھ ثابت
نہین ہے علے ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے تاکہ مسلمان بیچارے
ایسے دہوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ حج زکوۃ بہیئت موجودہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور مجدد بھی ہین سمجھا دیجیے کہ والقدر کو

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھہ مین آسنے مشکل مین یہ چارون دوا طبیب حاذق مخبر صادق صلعم نے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تھی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہوگئی
تھی اور یہ اگمان یہ سبب ہے کہ جناب الا اہل اسلام کے ایمان کو اسنے ایک امر مشکل مین قطعی نہین
ٹھیراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جزو اولیقینیات لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آ رہی ہے بلکہ عدم امکان وجود غیر
باری کا عقیدہ دوم سے معاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بھی
ہنوز محل بحث مین ہے کہ موالید خواہ عناصر کا آخر تک یہ ہوگا جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علتہ سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کیونکہ
علۃ واحد سے معلول واحد ہی قائم ہوسکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہوسکتا ہے کہ تینون موالید
آخر مین واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا اسمین وہ تو ذات موالید سے علیحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
موالید اوسی وقت تک مان لیے جائینگے جب تک تشخصات و صور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کی سب یک ہی علۃ پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بجز ذات ایک
کے موالید ثلثہ مین سے کچھ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علۃ اخیر جداگانہ ہو پھر کس طرح علۃ
اول کا لفظ کہکر ذات واحد باری تعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہے رسول اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک امر اہم
سے بڑہ کر نہونگے ثانیاً جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
مراد نہین ہے جو ہم لوگ مانتے ہین اور اس قدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت تھی
بلکہ عقلاء نیچرل اسے سمجھے تھے اور وہ لوگ باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے بھی
دور بھاگتے ہین اور بالفرض نبی کی ضرورت بھی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھ
نہین ہے سوای معجزہ کے اور معجزہ صریحاً خلاف نیچرل کے ہے یعنے آتش کا واسطے ابراہیم
کے بردا و سلاما ہونا اور موسے کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوائے
پانی ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیز کا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمانؑ کے حکم

تابع ہوجانا اور جانوروں کا کلام کرنا اور پتھر میں سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اٹھنا اور شق القمر واقع ہونا اور تھوڑے سے کھانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہو کر کھانا اور پھر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیر ذلک من المعجزات کوئی حکیم نیچرل اسٹ ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہو وہ آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم وغیر محسوسات وغیر مسلمات فلاسفہ امور معاد میں سکہاتے تھے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح نہوگا یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب و ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض و واجبات کا ہے پھر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہیں اور بیفائدہ پردہ اسلام میں کتاب و سنت کا کیوں نام لیکر عوام کو شبہ میں ڈالدیا ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال اہل اسلام کو معلوم نہ تھا ہو کہ کہا رہے تھے مگر اب ذرا سوچ سمجھکر ہمارے اصول و فروع کی بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص جائز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہیں کرتے ہیں وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہویں ذی حجہ ۱۲۸۹ ہجری میں آپ نے لکھا ہے کہ مجھ پر میری عمر میں ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا کہ شاید جینی مذہب حق ہے الی قولہ اور مصر کی سیر میں مجھپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تھوڑی دیر کے لیے میں نے خیال کیا کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی آنحضرت اور برکت خدا نے عیسائیوں کو دی ہے وہ اور کسی کو نہیں دی بلفظہ کمترین عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بھی فرمانا ضرور تھا کہ جب سے لاکہ ملحدوں کا حال لندن میں سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہو گئی اور اونکے مقولات سے دل جم گیا تو یقین ہو گیا کہ مذہب نیچرل تھا لجی حق ہے اور ابتک اوسی پر وثوق ہے مگر پھر بھی خاکسار یہ امید رکھتا ہے کہ جب مذہب کے باب میں حضور کی ایسی طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہو جاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ کی تالیف میں سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تابع معقول ہو کر ہمارے دم

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے میری تو یہی دعا ہے
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین خاتمہ اب مین اپنے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل اوس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پروانے
گرتے ہین اور بجھانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹادین مگر الحق یعلو ولا یعلی اسکا مشہور
قاعدہ ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہیگا مگر پھر بھی فی زماننا علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم ہوگئی ہے اور اسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہین لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین جھٹ اسکا اثر قبول کرلیتے ہین اب وقت
پر آشوب وہ ہوگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و پیروی طریق مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر جمے رہنے مین کوشش بلیغ رہنی اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اونکو اس
وقت بلا و آفات جدیدہ کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ پر
زیادہ متوجہ ہون ایسا نہو کہ تھوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہوجاوے اور خدا
و رسول صلعم کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نرہے ای بھائیو سیدھی بات یاد رکھو کہ ہزارون
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین آجتک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بہی کرسکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس
گذری چلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضلال اور تضلیل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار تھے ہمارا اور کل اہل اسلام کی یہ دعا ہے کہ ہمکو اپنے اکابرین کے ساتھ قیامت کی روز خدائے تعالی
اوٹھا دے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی

او شاید نہ مسئلہ علم و حکمت کے پوچھے جاوینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ مشہود لہا بالخیر سے
اب تک مسلمانان اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہماری امراض کے
علاج کے واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہیں اور اسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہیں ہمکو فلاسفہ و ملاحدہ کی حکمت سے امید
نجات آخروی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ابھی بہائیو ہمنے دردمندی سے اور تمہاری
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی میں نہ پڑو
فساد عقائد و ضعف ایمان سے بچو حب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو برباد
نہ کرو میرا اسیقدر کام ہے تو بعد اسکے جو زمانے آوینگے اور الزام سے خبر حقہ پسند صبور ز
علما کی باقی نہ رہینگی اور زمانہ آئندہ کا رنگ بیان کیا ہوگا تو فقیر کی یہ نصیحت ہی یادگار رہ جاویگی
اور یہ میری ہمدردی و خیرخواہی دینی اسی وقت تم کو یاد آویگی انشاء اللہ تعالیٰ و آخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العلمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۱۳۰۵

## قطعہ تاریخ نتیجہ قلم اعجاز رقم جناب حضور رئیس صاحب ناظر تخلص

زہی تصنیف مولانا علی بخش — کہ از وی ثابت دین ہر آن باد
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ — شہاب ثاقب شیطان باد

## تقریظ و تاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتایج افکار جناب مولوی غلام محمد خان صاحب

منشی ایڈیٹر اودھ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام — ابھی تک ہے ہند میں باقی حرارت اسلام
جناب خان علی بخش افضل العلما — کہ جسکی ذات سے قائم فضیلت اسلام
وہ پاس شرع سے ہر دم نگاہ رکھتا ہے — کہ کس طرح ہے زمانہ میں حالت اسلام
مجال کیا کہ خیال ہو قیاس سے کوئی — چلے خلاف طریق و شریعت اسلام

فلاسفر سے ہی مطلب نہ کچھ تصور سے ادہی تو جا ہے تقلید سنت اسلام
لکھی کتاب اونھون نے ہی کیا آپ نے بجا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام
یقین ہے اونکو بھی آتے یقین ایسی پر کو سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام
سکھے ہے عام جنہین فی قلوبہم مرض خدا کرے کہ اونہین سو ہدایت اسلام
فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام
مجھے خیال تھا تاریخ کا کہ کیا لکھئے + فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام
کہا یہ دل نے رقم کر تپش یہ مصرع سال کتاب انور زیبا حجت اسلام

۸۹
۱۲ ہجری

## خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل والکمال اولانا حضرت مولوی **محمد علی بخش خان صاحب** بہادر جج ماتحت گورکھپور ہین بماہ جنوری ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب **منشی نولکشور صاحب** مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید **احمد خان** بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چھپوایا چنانچہ وہ مضمون بھی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین اللہ ولی التوفیق +